نبی کریم ﷺ کی
مکی زندگی
تصنیف لطیف
شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مُفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحاج الحافظ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد! فقیر نے حضور ﷺ کی مکی زندگی جس کے مفصل حالات اپنی تصنیف ''سیرتِ حبیبِ کبریا ﷺ'' میں لکھے ہیں یہاں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے بطور نمونہ یہ رسالہ مدینہ پاک میں تیار کیا۔

اس کی اشاعت کے لئے ''بزمِ فیضانِ اُویسیہ'' کو تحفہ دیا۔ مولیٰ عزوجل ان عزیزوں کو دوسرے رسائل کی طرح اس رسالہ کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور میرے لئے اور ان کے لئے توشۂ راہِ آخرت ہو۔ (آمین)

بِجَاهِ حَبِیْبِهٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

شوال ۱۴۲۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

امابعد! حدیث شریف میں ہے کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهٗ[1] یعنی'' جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کا زیادہ ذکر کرتا ہے''۔ فقیر اس جذبے سے حضور سرورِ دوعالم ﷺ کی مکی زندگی کا مختصر حال عرض کرتا ہے۔

[1] (شعب الایمان للبیهقی، معانی المحبة، الجزء ۲، الصفحة ۷۲، الحدیث ۵۳۱)

(الجامع الصغیر، الجزء ٤، الصفحة ٥٢، الحدیث ۸۳۱۲) (زرقانی علی المواهب، جلد ٦، صفحه ۳۱٤)

ولادتِ باسعادت: رسول اکرم ﷺ بروز سوموار صبح کے وقت ربیع الاول شریف کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کی پیدائش پچاس یا پچپن دن اصحاب الفیل کے واقعہ کے بعد ہوئی۔ آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام حضرت محمد (ﷺ) رکھا۔ حضرت عبدالمطلب ایک معزز قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کے والد

صاحب کا نام ''عبداللہ رضی اللہ عنہ'' تھا۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت غریب تھے اور وہ حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو گئے پس آپ ﷺ پیدائش کے وقت ہی یتیم تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللّٰہ عنھا: عربوں کا رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے دیہاتی (بدوی) دایا کے پاس بھیجتے تھے تا کہ بچے شہری امراض سے دور رہیں اور گھوارے میں ہی مضبوط جسم بن جائے۔حسبِ معمول دیہاتی دائیاں مکہ مکرمہ آئیں انہوں نے امیر گھروں کے بچے گود میں لے لئے۔حضرت محمد ﷺ کو کسی نے نہ لیا۔حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نامی دایہ کو کوئی بچہ نہ ملا تو اس نے اس خیال سے حضرت محمد ﷺ کو لے لیا تا کہ اس طرح قریش جیسے معزز خاندان سے تعلقات پیدا کر لے گی۔حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے مکے سے گھر کی طرف سفر کے دوران کئی معجزات رونما ہوئے۔

معجزاتِ رضاعت: (۱) بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت محمد ﷺ ایک ناتواں گدھے پر سوار تھے اس گدھے میں طاقت اور تیز رفتاری آ گئی اس نے باقی سواروں کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا۔

(۲) بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی چھاتی میں دودھ کا نام ونشان نہ تھا ان کا اپنا بچہ بھوک پیاس سے رو رہا تھا جب بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو اپنی گود میں لیا تو ان کی چھاتی دودھ سے بھر گئی انہوں نے اپنے بچے اور حضور ﷺ کو دودھ پلایا اور آپ ﷺ سکون سے سو گئے۔

(۳) بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی اُونٹنی کا دودھ بھی خشک ہو چکا تھا جب بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو گود میں لیا تو اس کی اُونٹنی کے پستان بھی دودھ سے بھر گئے اور حلیمہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند نے خوب پیٹ بھر کر اُونٹنی کا دودھ پیا۔

(۴) جب بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا گھر پہنچی تو حضرت محمد ﷺ کی برکت سے بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بنجر زمین سرسبز و شاداب ہوگئی اور اب ان کے مویشیوں کے لئے ہر وقت گھاس موجود رہتی۔

سَیِّدہ بی بی آمنہ رضی اللّٰہ عنھا کے پاس واپسی: دو سال کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچی لیکن آپ ﷺ کو دو یا تین سال مزید گاؤں رکھنے کی اجازت چاہی۔آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے اجازت دے دی۔

جیسا کہ مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''ایک روز نبی کریم ﷺ دوسرے بچوں کے ہمراہ کھیل

رہے تھے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام وہاں تشریف لائے اور انہوں نے آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا اور آپ ﷺ کا دل باہر نکالا پھر دل سے ایک لوتھڑا نکال کر فرمایا یہ تم میں شیطان کا حصہ ہے پھر دل کو ایک طشت میں زمزم کے پانی سے دھونے کے بعد دل کو اس کی جگہ لوٹا دیا''۔اُدھر بچے دوڑتے ہوئے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا گیا ہے۔حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے لوگ فوراً موقع پر پہنچے دیکھا تو آپ ﷺ کا رنگ قدرے اُترا ہوا تھا۔حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے مناسب سمجھا کہ بچے کو واپس ماں کے پاس پہنچا دے۔اس واقعہ کی تفصیل اور سوالات کے جوابات ''شرح شق الصدور'' میں پڑھیئے۔

دُرِّ یَتیم صلی اللہ علیہ وسلم: سیّدنا رسول اکرم ﷺ اپنی والدہ صاحبہ کے پاس چھ سال کی عمر تک رہے۔سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی غربت کا یہ عالم تھا کہ گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہوتی مجبور ہو کر وہ بچے کے ہمراہ اپنے میکے مدینہ منورہ چلی گئیں تاکہ کھانے پینے کو کچھ تو ملے۔سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں بیمار ہو گئیں اور مکہ مکرمہ واپسی کا ارادہ کیا،اسی سفر کے دوران فوت ہو گئیں اور ابواء کے مقام پر دفن کر دی گئیں۔اب رسول اکرم ﷺ دونوں طرف سے یتیم ہو گئے۔آپ ﷺ نہایت غمگین ہو گئے وہ بچوں سے گھل مِل کر نہ کھیلتے بلکہ تنہائی میں اپنا وقت گذارتے۔آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی سرپرستی شروع کر دی لیکن دادا بھی اُس وقت دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے جب آپ ﷺ کی عمر ۸ سال تھی اب آپ ﷺ کے چچا ابو طالب اپنے گھر لے آئے۔

حالاتِ ابو طالب: ابو طالب قریش کے سردار مانے جاتے تھے لیکن ابو طالب بھی بہت غریب تھے یہاں تک کہ اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی گھر میں خوراک میسر نہ تھی پس حضور ﷺ آٹھ (۸) سال کی عمر میں دوسروں کے زیرِ تربیت رہے آپ ﷺ فی سبیل للہ دوسرے لوگوں کے مویشی چرایا کرتے تھے۔آپ ﷺ صبح سویرے بھیڑوں اور بکریوں کو لے کر صحرا میں جاتے سارا دن تپتے صحرا میں گذارتے درختوں کے پتے اور دیگر نباتات کھا کر اپنا پیٹ بھرتے اور بکری یا بھیڑ کا دودھ پیتے۔رات کو ابو طالب کے گھر جا کر سو جاتے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یتیم کیوں بنایا؟

جواب: اس کی کئی حکمتیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جب تک کوئی خود یتیم نہ ہو اس کو ایک یتیم کی بے بسی اور تکالیف کا صحیح معنوں میں احساس نہیں ہوتا۔ایک عرصے کے بعد آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے غنی ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ (پارہ ۳۰،سورۃ الضحیٰ،ایت ۶ تا ۸)

ترجمہ: کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔اور تمہیں اپنی محبّت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

عجیب و غریب لوگ: آیۃ مذکورہ میں ضالا کامعنی عجیب وغریب بزرگوں نے ایسا غلط کیا کہ شرمائیں یہود۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے ایسا نفیس ترجمہ کیا کہ سب عش عش کراُٹھے۔

آپ ﷺ کے چچا ابو طالب بھی آپ ﷺ کی طرزِ ادا سے متاثر تھے ایک مرتبہ آپ ﷺ کو ملک شام کے ایک تجارتی سفر میں ساتھ لے گئے اُس وقت آپ ﷺ کی عمر بارہ سال تھی جب یہ تجارتی قافلہ بصرہ پہنچا تو ایک نامور راہب بحیرہ نے اس قافلہ کی میزبانی کی اور اُس نے حضور ﷺ کو ان کے اوصاف کی بناء پر پہچان لیا۔اُس نے ابو طالب سے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو رسول بنا کر بھیجے گا۔ابو طالب نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہے؟ راہب نے کہا کہ یہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے اور میں آپ ﷺ کو مُہرِ نبوت سے پہچانتا ہوں جو کہ کندھے کے نیچے نرم ہڈی کے پاس سیب کی طرح ہے ۔راہب نے ابو طالب کو نصیحت کی کہ انہیں شام نہ لے جاؤ کیونکہ یہود سے خطرہ ہے۔ابو طالب نے راہب کی نصیحت کے مطابق آپ ﷺ کو واپس مکہ بھیج دیا۔

فائدہ: سابقہ اُمتوں اور لوگوں میں آپ ﷺ کی اتنی شہرت تھی کہ انہیں اپنی اولاد میں شک ہوسکتا تھا لیکن آپ ﷺ کے بارے میں ذرّہ برابر شک نہ تھا۔

نظامِ خلق کی بنیاد: اُس زمانے میں مکہ مکرمہ میں کوئی نظام نہ تھا۔ہر قبیلہ اپنے مسائل کو اپنی استطاعت کے مطابق خود ہی حل کرتا تھا جب ایک طاقتور قبیلہ ایک کمزور قبیلے پر زیادتی کرتا تو کمزور قبیلہ بے بس ہو کر بیٹھ جاتا مثلاً ایک امیر آدمی نے ایک غریب آدمی کی لڑکی جبراً اُٹھالی اس غریب آدمی کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا کہ اپنی مظلوم لڑکی کو حاصل کر سکے۔حضور ﷺ غریبوں پر یہ ظلم وستم نہ دیکھ سکے۔یہ آپ ﷺ کی جوانی کا زمانہ تھا۔آپ ﷺ نے چند اور نوجوانوں کو جمع کیا اور ایک ایسا ادارہ قائم کیا جو کمزور اور مظلوم لوگوں کی بغیر کسی اُجرت کے مدد کرتا۔یہ ادارہ اپنے مقاصد میں بہت کامیاب ہوا اس سے مظلوموں کی دادرسی ہوئی اور آپ ﷺ نے اپنی فراست اور عمل سے مکہ مکرمہ کے سماجی نظام میں انقلاب برپا کردیا۔معاشرتی،سماجی اور روایتی زنجیروں کو توڑنا بہت مشکل کام ہے لیکن آپ ﷺ جوانی میں ہی اتنا بڑا کام کر کے مظلوموں اور بے کسوں کا سہارا بنے اس سے بڑھ کر اور کارنامے فقیر کے رسالے ''حضور ﷺ کی نورانی جوانی'' میں پڑھیئے۔

خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللّٰہ عنہا سے وابستگی: آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کے باعث آپ ﷺ نے ہر شہری کے دل میں گھر کرلیا۔مکہ مکرمہ میں خدیجہ خاتون ایک بیوہ عورت تھی اس نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ان کا مال تجارت کے لئے شام لے جائیں۔آپ ﷺ نے اس کی عرض قبول کرلی شام کے سفر کے دوران آپ ﷺ کا گزر دوبارہ اسی گرجے سے ہوا۔بحیرہ فوت ہو چکا تھا لیکن ایک اور راہب نے آپ ﷺ

سے ملاقات کی اور بحیرہ کے الفاظ دہرائے اور پھر کہا کہ عنقریب ایک نبی آنے والے ہیں جو کہ بُت پرستی کو ختم کر کے ایک سچے دین کا پرچار کریں گے۔ (اس راہب کی تفصیلی کہانی فقیر کے سفر نامہ ''شام وعراق'' میں پڑھیئے)

جب آپ ﷺ تجارتی مال لے کر شام پہنچے تو تجارتی کاروبار میں بہت منافع ہوا بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ دوبارہ ان کے تجارتی وفد کی قیادت کریں۔ آپ ﷺ نے اُس عرض کو بھی قبول کرلیا۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا میسرہ نامی غلام دونوں سفروں میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ دوسری بار بھی تجارت میں خوب منافع ہوا۔ مکہ پہنچ کر میسرہ نے آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق، ایمانداری اور دیگر اوصاف کا بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک مالدار خاتون تھیں بڑے بڑے سرداران سے شادی کے خواہاں تھے۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی اور دوبار پہلے بھی شادی کر چکی تھیں۔ ان کے دونوں خاوند فوت ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے گرانقدر اوصاف کی بناء پر آپ ﷺ سے شادی کا فیصلہ کرلیا۔ پہلے اپنے غلام میسرہ کے ذریعے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا لیکن آپ ﷺ نے میسرہ کو نہ ہاں کی اور نہ ہی بالکل انکار کیا اب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک سہیلی نفسیہ بنت منیہ کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا کچھ بات چیت کے بعد آپ ﷺ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے پر رضا مند ہو گئے اور شادی ہوگئی۔ تفصیل رسالہ ''حضور ﷺ کی نورانی جوانی'' میں پڑھیئے۔

نصاریٰ کا رد: نصاریٰ ودیگر اعدائے اسلام کا اعتراض ہے کہ آپ ﷺ نے زیادہ شادیاں کیوں کیں اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا بکثرت شادیاں نفسانی خواہشات پر مبنی ہوتا تو عین شباب میں بیوہ خاتون سے شادی کی اور جوانی کے بعد متعدد قبائل سے متعدد نکاح کیوں؟ اس کی تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ ''كثرة الازواج رجب المعراج'' پڑھیئے۔

شادی کے بعد: شادی کرنے سے مالی حالات سُدھر جاتے ہیں یہ حالات سُدھرنا نکاح کی برکات سے ہے تجربہ کرلیں جو لوگ نکاح کو بوجھ سمجھ کر سنت اور مالی برکت سے محروم ہیں وہ اسلام کی حکمتوں سے بے خبر ہیں۔ شادی کے بعد چونکہ آپ ﷺ کی حالت بہتر ہوگئی اس لئے آپ ﷺ نے ابو طالب کی مدد کے لئے ان کے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب نے بچپن ہی سے آپ ﷺ سے تربیت

حاصل کی جوکسی اورکونصیب نہیں ہوئی۔

زید غلام کی خوش بختی: بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت کے لئے دے دیا۔آپ ﷺ نے زید بن حارث رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا۔زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے آزاد ہونے کے بعد بھی اپنے والدین کے پاس جانے سے انکار کر دیا بلکہ آپ ﷺ کی خدمت اور رفاقت کو ترجیح دی۔

کعبے کے حادثے: جب آپ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی۔مکہ مکرمہ میں دوحادثے ہوئے۔کعبہ شریف کی عمارت میں آگ لگ گئی۔بارش کے سیلاب سے کعبہ شریف کا کچھ حصہ مسمار ہوگیا۔قریش نے کعبہ کی دوبارہ تعمیر شروع کی جب حجراسود کو کعبہ کی دیوار میں رکھنے کی نوبت آئی تو ہر قبیلے کی یہ خواہش تھی کہ یہ اعزاز اُسے ملے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قریش کے قبیلوں میں جھگڑا ہوا۔قریب تھا کہ حرم شریف میں خون خرابہ ہوجاتا لیکن ابواُمیہ مخزومی نے یہ رائے دی کہ اگلے روز مسجد حرام کے دروازہ سے جو شخص پہلے داخل ہواُ سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ مان لیں۔لوگوں نے یہ تجویز قبول کرلی۔خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ سب سے پہلے حضور ﷺ تشریف لائے۔سب لوگ آپ ﷺ کو دیکھ کر خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ امین ہیں، یہ یقیناً صادق ہیں ہم ان سے راضی ہیں۔آپ ﷺ نے جھگڑے کی تفصیل سنی اور فرمایا ایک چادر لاؤ۔آپ ﷺ نے چادر کو زمین پر بچھا دیا اور اس پر حجراسود رکھا۔پھر قبائل کے سرداروں کو کہا کہ چادر کا کنارہ پکڑ کر اُوپر اُٹھائیں۔آپ ﷺ نے حجراسود کو اپنے دست مبارک سے پکڑ کر کعبہ کی دیوار میں نصب کر دیا اس پر سارے قبیلے راضی ہو گئے۔

اِنتباہ: آپ ﷺ کے ایسے امور بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ پیدائشی عالم تھے ایسے امور کی ترجمانی اس مصرعہ میں ہے۔

ؔ یہ اُمی لقب ہیں کہ پڑھائے نہیں جاتے

وحی: چونکہ اظہارِ نبوت کا وقت آ گیا تھا اسی لئے آپ ﷺ علیحدگی اور تنہائی کو پسند کرنے لگے اور مکہ مکرمہ سے تقریباً دومیل دور غارِحرا میں وقت گزارتے۔

مشاہداتِ کائنات کو دیکھتے اور ان پر غور وخوص کرتے۔اس خلوت نشینی کے تیسرے سال رمضان المبارک کی اکیسویں تاریخ کو رات کے وقت ایک فرشتہ آپ ﷺ کے پاس غارِحرا میں آیا اُس وقت آپ ﷺ کی عمر تقریباً چالیس

سال تھی۔اس نے کہا اِقْرَا (پڑھیئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ ۱؎ (میں نہیں پڑھتا)۔فرشتے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر زور سے دبوچا پھر چھوڑ کر کہا اِقْرَا (پڑھیئے)۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا (میں نہیں پڑھتا) فرشتے نے تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دبوچا اور کہا اِقْرَا (پڑھیئے)۔فرشتے نے سورہ العلق کی پانچ آیات تلاوت کیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرشتے کے ساتھ ان آیات کی تلاوت کی وہ آیات یہ ہیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ o (پارہ ۳۰،سورۃ العلق،ایت ۱تا۵)

ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

۱؎ (تفسیر اِبنِ کثیر،سورۃ العلق، آیت ۱،الجزء۸، الصفحة ٤٣٦)

(تفسیر القرطبی،سورۃ العلق، آیت ۱،الجزء ۲۰، الصفحة ۱۱۸)

غلط فہمی کا ازالہ: کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین نے وحی اوّل کی حدیثِ اول پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی نفی میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے لیکن تمام بے سود مثلاً مَا اَنَا بِقَارِئٍ کا ترجمہ لکھا میں پڑھا ہوا نہیں یہ ترجمہ غلط ہی نہیں بلکہ تحریفِ حدیث بھی ہے اس لئے کہ قاری نے اسم فاعل کو مفعول کے معنی میں لکھ دیا جبکہ عربی میں اسم فاعل بمعنی مفعول کبھی آتا ہی نہیں اور نہ ہی واضع نے ایسی وضع کی ہے۔صاحبِ عقل و فہم سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار بڑی تاکید سے اِقْرَا عرض کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار فرماتے ہیں میں نہیں پڑھتا تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بڑے کامل فصیح و بلیغ عربی داں کو لفظ اِقْرَا نہیں آتا تھا جبکہ یہ لفظ اتنا آسان ہے کہ آج عجمیوں کے بچے بچے فر فر کرکے پڑھ دیتے ہیں دراصل اس سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ جب تک اللہ کا نام نہ لوگے میں نہیں پڑھتا چنانچہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھا اس حدیث شریف کی مکمل شرح وسوالات جوابات فقیر کی "شرح بخاری" میں پڑھیئے۔

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دانشمندی: "بخاری شریف" میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلی وحی کے بعد گھر تشریف لائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دھک دھک کر رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس عجیب وغریب واقعہ سے کپکپی طاری تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو اپنی اہلیہ سے بیان فرمایا۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے فرمایا کہ آپ ﷺ فکرمند نہ ہوں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رسوا نہ کرے گا کیونکہ آپ ﷺ کا کردار نہایت اعلیٰ ہے اور آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں یعنی رشتہ داروں کے حقوق کا بہت خیال کرتے ہیں ۔آپ ﷺ بہت مہمان نواز ہیں اور آپ ﷺ سچائی کی ہر بات کو فروغ دیتے ہیں یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی مزید تسلی کے لئے رسول اکرم ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئیں جو کہ صحیح عیسایت پر قائم تھا جب ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا واقعہ سنا تو کہنے لگا سنو یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی لے کر آیا تھا کاش میں اُس وقت تک زندہ رہوں جب لوگ آپ ﷺ کو اپنے گھر سے نکال دینگے ۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کیا واقعی لوگ مجھے میرے گھر سے نکال دینگے؟ ورقہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں جب بھی کوئی آدمی اس طرح پیغام لاتا ہے تو لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اگر میں اُس وقت تک زندہ ہوا تو آپ ﷺ کی زبردست مدد کروں گا۔اس ملاقات کے چند روز بعد ورقہ فوت ہو گیا اسی لئے انہیں مسلمان سمجھا ہے بلکہ بعض نے آپ کو صحابہ میں شامل کیا ہے۔

فضائل خدیجہ رضی اللہ عنہا: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نہایت فہمیدہ، دور اندیش اور باہمت خاتون تھیں ۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ساری دولت رسول اکرم ﷺ کو پیش کر دی تا کہ آپ ﷺ اس کی مدد سے لوگوں میں اس نئے مذہب کی تبلیغ کریں ۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت مالدار تھیں اور انہیں دنیاوی سب آسائشیں میسر تھیں لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی رسول اکرم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ سب مصائب کو خندہ پیشانی سے سہتی رہیں مثلا جب مشرکینِ مکہ نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف مکمل بائیکاٹ کیا اور وہ تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے اس دوران محصورین درختوں کے پتے اور جانوروں کی کھالیں کھانے پر مجبور ہو گئے ۔فاقہ کشی کا یہ عالم تھا کہ بھوک سے بلکتے ہوئے بچوں کی آوازیں اس گھاٹی سے باہر تک سنائی دیتی تھیں ۔خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ تین سال حضور ﷺ کے ساتھ اس گھاٹی میں گذار دیے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ستانے کے لئے مشرکین نے ان کی دو بیٹیوں کو طلاق دے دی ۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی ۔اس پر ان دونوں کو اور زیادہ اذیتیں پہنچائی گئیں بالآخر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر حبشہ ہجرت کی ۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایمان ،صبر اور اخلاص بہت پسند تھا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف فرما تھے۔جبرائیل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوعرض کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک برتن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا لا رہی ہیں جب وہ یہاں پہنچیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام پہنچایئے اور انہیں خوشخبری سنایئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا ہے جو کہ قیمتی جواہرات سے مزیّن ہے یہ گھر اتنا پرسکون ہے کہ وہاں کسی قسم کا شوروغل نہیں اور اُس جنتی گھر میں رہائش کے دوران خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کبھی کسی قسم کی تکلیف یا تھکاوٹ نہ ہوگی۔

سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نہ صرف بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بلکہ تمام عالمین کی عورتوں سے افضل ہیں یہاں تک کہ بی بی مریم وآسیہ رضی اللہ عنہا سے بھی۔

فائدہ: بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے کون افضل ہے؟ اس میں تین مذہب ہیں بہتر تو وقف ہے۔

فائدہ: کچھ عرصے بعد دوسری وحی آئی جو کہ مختصر اور سادہ تھی لیکن اس کا پیغام نہایت انقلابی اور دوررس تھا اس وحی کی آیات یہ تھیں، یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ o وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ o وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ o وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ o وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ o وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ o (پارہ ۲۹،سورۃ المدثر،آیت ۱ تا ۷)

ترجمہ: اے بالا پوش اوڑھنے والے۔کھڑے ہوجاؤ پھر ڈرسناؤ۔اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو۔اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔اور بتوں سے دور رہو۔اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو۔اور اپنے رب کے لئے صبر کئے رہو۔

غلطی کا ازالہ: قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں ہوتے بلکہ اُمت مراد ہوتی ہے یا عام سامع جو بھی ہو جیسے ان آیات میں والرجز فاھجر وغیرہ ایسے خطابات سے منکرین کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقص وعیوب بیان کرتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت کی نشانی ہے۔

فائدہ: قرآن مجید میں خطاب کی کثیر اقسام ہیں اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چار طرح کے خطاب ہیں انہیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اتقان" میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے فیض سے فقیر نے اپنی تصنیف "احسن البیان" میں بیان کیا ہے۔

سمجھوتے کا بیان: مشرکین مکہ جب رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے تابعداروں کی استقامت سے مایوس ہوگئے کیونکہ اپنے طور پر وہ ہر کاروائی میں ناکام رہے یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے دوران مسلمانوں کو بہت دُکھ پہنچائے اور ہر طرح سے رُسوا اور ذلیل کرنے کی کوشش کرتے تاکہ وہ اسلام سے منحرف ہوکر ان کے مذہب کی طرف لوٹ آئیں اس کے باوجود مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی تھی بلکہ مشرکین کے لیڈر حضرت عمر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے۔ اب مشرکین کو سمجھ آگئی کہ وہ اس کارِ خیر کو نہیں روک سکتے پس اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی گفت وشنید کا طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔

سمجھوتہ: ایک دن مشرکین کا ایک ٹولہ حرم شریف کے ایک کونے میں بیٹھا تھا انہوں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ بھی حرم شریف کے دوسرے کونے میں اکیلے بیٹھے ہیں۔ مشرکین کے لیڈر عتبہ بن ربیعہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو! محمد (ﷺ) اکیلے بیٹھے ہیں کیوں نہ میں ان سے بات چیت کروں اور کچھ ایسی پیشکش کروں جو ان کو بھلی لگے اور وہ اسے قبول کرلیں اس طرح ہمارا مسئلہ حل ہوجائے گا۔ سب کو یہ رائے پسند آئی عتبہ چند قدم چل کر رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور یوں بولا کہ اے میرے بھتیجے! پوری قوم آپ ﷺ کی بہت عزت کرتی ہے اب آپ ﷺ نے ایک نئے مذہب کا پرچار شروع کیا ہے جس سے ہماری قوم دو حصوں میں بٹ گئی ہے۔ آپ ﷺ ہمارے معبودوں اور مذہب پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور ہمارے آباؤ اجداد کو کافر قرار دیتے ہیں مہربانی فرما کر میری بات کو غور سے سنیئے میں آپ ﷺ کو چند تجاویز پیش کروں گا اُن پر غور فرمایئے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کو ان میں سے کوئی بات بھلی لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عتبہ! کہو جو کہنا چاہتے ہو میں غور سے سنوں گا۔ عتبہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے اگر آپ ﷺ اس نئے مذہب کے ذریعے دولت اکٹھی کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ ﷺ کے پاس اتنی دولت جمع کردینگے کہ آپ ﷺ ہم سب سے زیادہ مالدار ہوجائینگے اگر آپ ﷺ ایک اعلیٰ مرتبہ کے خواہاں ہیں تو ہم آپ ﷺ کو اپنا لیڈر مقرر کرتے ہیں اور ہم آپ ﷺ کی رضامندی کے بغیر کوئی معاملہ طے نہ کرینگے اگر آپ ﷺ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ ﷺ کو اپنا بادشاہ بنانے کو تیار ہیں اگر آپ ﷺ کے اندر کوئی جن بھوت داخل ہوگیا ہے تو ہم آپ ﷺ کا علاج کرانے کو تیار ہیں اور اس علاج معالجے پر جتنا بھی خرچ ہو ہم ضرور خرچ کرینگے حتّٰی کہ آپ ﷺ دوبارہ صحت مند ہوجائینگے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عتبہ کیا تمہاری بات ختم ہوگئی۔ اُس نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

اب میرا جواب سنو گے اُس نے کہا کہ ضرور۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے سامنے ''سورہ حم کی پہلی 38 آیات'' کی تلاوت فرمائیں۔ (ابن اسحاق)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تقریر میں بہت اہم نکات ہیں میں ان کو بالترتیب نیچے درج کرتا ہوں۔

(۱) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (۲) مزید برآں اسی سورۃ کی چند آیات میں اللہ تعالیٰ ان مشرکین مکہ کی ذہنی کیفیت بیان فرماتا ہے سنو قرآن تمہاری زبان میں نازل ہوا ہے اس میں واضح ہدایت ہے یہ مومنین کو جنت کی بشارت دیتا ہے اور کافروں کو سزا کی تنبیہ کرتا ہے۔ تم اسے سننے کے لئے بھی تیار نہیں بلکہ نہایت گستاخانہ انداز میں کہتے ہو کہ ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اور ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہو گیا ہے سو تم بھی اپنا کام کیے جاؤ اور ہم اپنا کام کیے جائیں گے۔

حٰمٓ o تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ o بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ o وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ وَ فِیْۤ اٰذَانِنَا وَ قْرٌ وَّ مِنْۢ بَیْنِنَا وَ بَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ o (پارہ ۲۴، سورۃ حٰم السجدۃ، ایت ۱ تا ۵)

ترجمہ: حم۔ یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا۔ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصّل فرمائی گئیں عربی قرآن عقل والوں کے لئے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں۔ اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں۔

(۳) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گستاخانہ رویے کو نظر انداز کر کے نہایت مشفقانہ انداز میں یہ جواب دیا میں تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں البتہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ صرف اور صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے۔

ازالۂ وہم: منکرین کمالات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آیات **بشر مثلکم** سے دھوکہ دیتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہیں تو پھر انہیں نور ماننا کیسا؟ ہم کہتے ہیں کہ بشر اور نور میں تضاد نہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن بے مثال۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا ماننا بے دینی ہے۔ اور نور ہیں تو بھی بے مثال۔ نور و بشر کا اجتماع جبرائیل و عزرائیل وغیرہ وغیرہ کے لئے ماننا عین اسلام ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تذبذب کیوں؟ تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ ''بشریت رسول صلی اللہ علیہ وسلم''

عتبہ کی بے بسی اور معذرت: جب رسول اکرم ﷺ نے مندرجہ بالا آیات کریمہ پڑھی تو عتبہ نے اپنا ہاتھ رسول اکرم کے منہ پر رکھ دیا اور اپنی رشتہ داری کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ اب آپ ﷺ اور کچھ نہ کہیے۔

نکتہ: حضور ﷺ کے کمالات کا اقرار صاف صاف یا دبے لفظوں میں سب کو تھا یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ کے علاوہ مشرکین و کفار بلکہ آپ ﷺ کے سخت ترین دشمن ابوجہل کو بھی تھا لیکن جس کے تالے ازل سے بند ہوں انہیں کون کھولے؟ فقیر کا تجربہ ہے کہ ہمارے دور کے منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کے بھی قائل تو ہیں لیکن انہیں ضد آڑے ہے اور ضد ایسی بُری بلا ہے کہ یہ جہنم میں جانا منظور کر لیتی ہے لیکن ٹوٹتی نہیں۔

عتبہ کا ساتھیوں کے ہاں لوٹنا: عتبہ اُٹھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف چل پڑا جب وہ اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچا تو وہ ایک دوسرے سے چپکے چپکے کہنے لگے کہ عتبہ کا چہرہ کافی بدلہ ہوا نظر آتا ہے جب عتبہ ان میں بیٹھ گیا تو کہنے لگے کہ اے عتبہ! (اے ابو ولید) کیا خبر لائے ہو؟ عتبہ نے کہا کہ میں نے ایسا کلام سنا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنا۔ خدا کی قسم نہ تو یہ جادو کا کلام ہے نہ شاعر یا کاہنوں کا کلام (وہ جو شیاطین سے حاصل کیا جاتا ہے) اے میرے قریشی بھائیو! تم میری بات مانو اور اس معاملہ کو میرے حوالے کر دو میری رائے یہ ہے کہ تم محمد (ﷺ) کے مقابلہ اور ایذا سے باز آجاؤ اور اِن کو اِن کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ ایک دن اِن کے اس کلام کی ضرور قدر اور عزت افزائی ہونیوالی ہے تم بھی انتظار کرو۔ جزیرۂ عرب کے باقی لوگوں کا معاملہ دیکھو اگر قریش کے علاوہ باقی عربوں نے ان کو شکست دے دی تو تمہارا مطلب بغیر تمہاری کسی کوشش کے حاصل ہو جائے گا اور اگر وہ دیگر عربوں پر غالب آگئے تو ان کی حکومت تمہاری ہی حکومت ہوگی اور ان کی عزّت سے دراصل تمہاری ہی عزّت افزائی ہوگی کیونکہ محمد (ﷺ) تمہاری قوم کے فرد ہی تو ہیں پس تم ان کی کامیابی میں خود بخود شریک ہو جاؤ گے۔ عتبہ کے ساتھیوں نے جب یہ تقریر سنی تو کہنے لگے اے ابو ولید! تم پر تو محمد (ﷺ) نے اپنی زبان سے جادو کر دیا ہے۔ عتبہ نے کہا میری رائے تو یہی ہے جو میں نے تم سے کہہ دی ہے اب تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔ (ابن کثیر)

کفارِ مکہ: عتبہ کی طرح حضور ﷺ کی شیریں کلام سے فریفتہ ہو جانا اسی لئے مشہور تھا کہ کفار مکہ ایک دوسرے کو کہتے کہ حضرت محمد ﷺ سے بچ کر رہنا وہ اپنے میٹھے بول سے اپنا بنا لیتے ہیں اس بارے میں ایک بڑھیا کا قصّہ مشہور ہے کہ وہ اپنا سامان کا گٹھڑا باندھ کر مکہ سے باہر جانا چاہتی تھی لیکن بوجھ نہ اُٹھا سکتی تھی اُدھر سے حضور ﷺ کا گزر ہوا آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھیا سے ماجرا پوچھا اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں مجھے یہ سامان مکہ کے باہر فلاں مقام تک پہنچا دیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھیا سے مکہ چھوڑنے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ مکہ میں ایک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوا ہے وہ نیا دین لایا ہے اور جادوگر ہے باتوں میں مول لیتا ہے اسی کے ڈر سے باہر جارہی ہوں کہ وہ کہیں مجھے باپ دادا کا دین نہ چھڑوا دے۔ منزل تک پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بی بی ضرورت ہو تو میرا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جس سے تو ڈر رہی ہے وہی میں ہوں بڑھیا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔

معراج: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے ہر طرح سے بے بس کرنے کی کوشش کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو ہر طرح کے دکھ اور تکالیف پہنچا کر اسلام کی اشاعت سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن پر ایمان لانے والے استقامت میں ثابت ہوئے اسی لئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کارنامے پر معراج جیسے اعلیٰ مرتبہ سے نوازا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، ایت ۱)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک سفر کے دو حصے ہیں سفر کا پہلا حصہ وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات ہی رات میں مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ (یروشلم) تک طے فرمایا یہ سفر اسراء کہلاتا ہے اور سفر مبارک کا دوسرا مرحلہ وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصیٰ سے اللہ کے دربار عالی تک طے فرمایا جسے معراج کہا جاتا ہے۔

عقیدہ: معراج بیداری میں ہوئی اور زمین سے لامکاں تک اسی ظاہری بشریت سے ہوئی اور یہ سارا سفر آنکھ جھپکنے سے پہلے ہوا۔ معراج از مکہ تا بیت المقدس کا منکر کافر ہے۔ بیت المقدس سے تا سمٰوٰت کا منکر فاسق ہے اس کے بعد لامکاں اور دیدار الٰہی کا منکر نہ کافر ہے نہ فاسق۔

(**مسئلہ**) بیداری میں معراج کے تمام فرقے قائل ہیں سوائے نیچریوں وغیرہ کے۔

وفات ابوطالب: اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا انتقال ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمنان اسلام کے

درمیان ابوطالب ایک ڈھال کی حیثیت رکھتے تھے۔ابوطالب کے انتقال کے بعد کافروں کے ظلم وستم میں اور تیزی اور شدت آ گئی۔

وفات خدیجه رضی اللّٰه عنها: وفات ابو طالب کے فوراً ہی بعد حضورﷺ کی چہیتی بیوی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔حضورﷺ پر گویا کہ رنج وغم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

سفرِ طائف: ان تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کے مدِّ نظر رسول اکرم ﷺ نے اشاعتِ دینِ حق کے لئے طائف کا سفر اختیار فرمایا۔حضورﷺ کو طائف کے لوگوں کا خیال اس لئے بھی آیا کیونکہ وہاں آپ ﷺ کی والدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بہت سے رشتہ دار موجود تھے۔

اهلِ طائف کی بدسلوکی: مگران بارسوخ لوگوں نے حضورﷺ کے ساتھ نہ صرف بے رخی اور سرد مہری کا مظاہرہ کیا بلکہ ان لوگوں نے وہاں کے بچوں کو اُکسایا اور ان بچوں نے پتھر مار مار کر حضورﷺ کو بُری طرح زخمی کر دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سرمبارک سے بہتے ہوئے لہو سے آپ ﷺ کی نعلینِ اقدس بھر گئیں۔حضورﷺ نے شہر کے باہر ایک باغ میں پناہ لی۔اس باغ کے مالک نے آپ ﷺ کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کیا اور شر پسند بچوں کو مار بھگایا۔

پتھــر کا جواب: اُس وقت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی کہ طائف کے لوگ حد سے تجاوز کر گئے ہیں اگر آپ ﷺ حکم دیں تو ان کی بستی اُلٹ کر انہیں نیست و نابود کر دوں مگر آپ ﷺ نے فرمایا میں ساری دنیا کے لئے رحمت اللعالمین بن کر آیا ہوں نہ کہ زحمت بہت ممکن ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں سچائی اور حق کو پہچان کر مسلمان ہو جائیں ان کئی المناک حادثات کی وجہ سے اس سال کو ''عام الحزن'' یعنی ''غم کا سال'' کہا جاتا ہے۔

مکه مکرمه میں داخله: جب حضورﷺ طائف سے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو کفار نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیا کیونکہ اب آپ ﷺ کفار مکہ کی نظر میں مکہ مکرمہ کے باشندے نہیں رہے تھے بلکہ اجنبی ہو گئے تھے۔کئی بار کی کوششوں کے بعد آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخلے کی اجازت مل تو گئی مگر اس شرط کے ساتھ کہ آپ ﷺ قیام کے دوران تبلیغ واشاعتِ دین سے باز رہیں گے۔حضورﷺ مکہ مکرمہ کی حدود سے باہر بازاروں اور میلوں میں لوگوں کو تبلیغ کرنے لگے۔کافروں کے اس انتہائی سخت گیر روش کی وجہ سے حضورﷺ کو انتہائی صبر و برداشت سے کام

لینا پڑتا تھا جس سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے انعام کے طور پر حضور ﷺ کو اسراء و معراج کا شرف بخشا۔

حدیثِ معراج: واقعہ معراج بجائے تفصیل کے ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں ایک شب حضرت جبرائیل علیہ السلام مسجد حرام میں تشریف لائے اور رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ زم زم سے وضو فرمایئے! پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں براق پر سوار کر کے مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے (یروشلم میں) مسجد اقصیٰ تک لائے۔

یہاں رسول اکرم ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی بعد میں جبرائیل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو دو پیالے پیش کیئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب! آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ پسند فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ ﷺ نے صحیح انتخاب فرمایا اگر آپ ﷺ دودھ کے بجائے شراب کا انتخاب فرماتے تو اُمت کے گمراہ ہونے کا اندیشہ تھا۔ ہم سبھی جانتے ہیں کہ شراب کو اُم الخبائث (خبیث چیزوں کی ماں) کہا جاتا ہے۔ شراب سے پورا معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔

بحالتِ آسمان: اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کو آسمانوں کی انتہائی بلندیوں تک لے گئے۔ اس سفر کو معراج کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے، پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر اپنے جدامجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان تمام پیغمبروں کو سلام کیا اور ان سے بات چیت بھی فرمائی۔

عذابِ جہنم کے مناظر: آپ ﷺ کا گزر دوزخ کے قریب سے ہوا آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے دوزخ کی ایک جھلک دیکھنے کی فرمائش کی جو کہ پوری کر دی گئی۔

آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے ہونٹ اُونٹ کی طرح ہیں۔ وہ بار بار آگ کے گولے اپنے منہ میں ڈالتے ہیں جو کہ ان کی پشت سے خارج ہوتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو امانت میں خیانت کیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ بہت بڑے اور پھولے ہوئے ہیں اور اُونٹ اُنکو پاؤں سے روند

رہے تھے۔آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتایا گیا کہ یہ لوگ سود خور تھے۔

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے تازہ اور لذیذ کھانا رکھا تھا اور قریب ہی گندہ اور بدبودار سڑا ہوا کھانا بھی رکھا تھا۔یہ لوگ اچھا کھانا چھوڑ کر سڑا ہوا کھانا کھا رہے تھے۔آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منکوحہ بیویوں کو چھوڑ کر دوسری عورتوں کے ساتھ حرام کاری کیا کرتے تھے۔

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ کچھ عورتوں کو ان کی چھاتیوں سے لٹکایا گیا تھا۔آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتایا گیا کہ ان عورتوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی تھی۔

نماز میں سستی کرنے کا عذاب: آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں تو پھر سابقہ حالت میں آجاتے ہیں۔آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز میں سستی کرتے تھے اور اس کو اپنے وقت پر ادا نہیں کرتے تھے اور رکوع وسجود بھی پورا نہیں کرتے تھے۔

غیبت کرنے والے: آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کو مردار جانوروں کا ٹکڑا کھلایا جاتا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ لوگ چغل خوری کرتے تھے اور اپنے دوسرے بھائیوں کا گلا کرتے تھے۔

شراب نوش: آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کے چہرے کالے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ان کا نچلا ہونٹ پاؤں پر لٹکتا تھا۔اور اوپر کا ہونٹ سر کے اوپر جاتا تھا۔دوزخ کی آگ کا زرد پانی آگ کے پیالوں میں پلائے جاتے تھے۔حتّٰی کہ پیپ اور خون ان کے منہ سے ٹپکتا۔وہ گدھے کی طرح رینگتے اور چلاتے تھے۔آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ لوگ شراب پیا کرتے تھے۔

جھوٹے گواہ: آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کی زبانیں گدی سے نکالی گئی تھیں اور انکی شکلیں مسخ ہو کر خنزیر جیسی بن گئی تھی۔سر سے پاؤں تک عذاب میں گرفتار تھے۔آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی دیتے تھے۔

سود خور: آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کے پیٹ سوج کر کوٹھے کی طرح ہو گئے تھے۔ان کے چہرے پیلے ہو گئے تھے ان کی گردنوں میں طوق،ہاتھوں میں زنجیر،پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔جب وہ کھڑے ہونا چاہتے تو

سوجے ہوئے پیٹ کی وجہ سے دوبارہ گر جاتے۔آپ ﷺ کے پوچھنے پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ لوگ وہ ہیں جو سود کھاتے تھے۔

قاتلِ ناحق: پھر آپ ﷺ کا گزر رہوا ایسے لوگوں پر ہوا جن کو فرشتے آگ کی چُھریوں سے ذبح کررہے تھے اور ان کے گلے سے کالا خون بہتا تھا۔وہ پھر زندہ ہوتے اور اسی طرح دوبارہ فرشتے انہیں ذبح کرتے۔آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا ناحق قتل کرتے تھے۔

نافرمان بیویاں: آپ ﷺ کا گزر رہوا ایسی عورتوں پر جن کے منہ کالے اور آنکھیں نیلی تھیں۔آگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔فرشتے ان کو آگ کے گرز مارتے وہ گدھوں اور کتوں کی طرح چلاتی ہیں۔حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ اپنے خاوند کی نافرمان تھیں۔

ماں باپ کے نافرمان: پھر آپ ﷺ کا گزر رہوا ایسے لوگوں پر جو آگ کے جنگل میں قید تھے۔آگ ان کو جلاتی وہ پھر درست ہوجاتے اور اسی وقت آگ انہیں دوبارہ جلاتی اور یہ سلسلہ جاری رہتا۔یہ لوگ ماں باپ کے نافرمان تھے۔

دغا باز اور منافق: آپ ﷺ کا گزر رہوا ایسی قوم پر ہوا جو ہوا میں لٹکے ہوئے تھے ان کی آنکھ، کان، ناک سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ان میں سے ہر اک پر دو دو فرشتے مقرر تھے جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے اور ہر گرز کی ستّر شاخیں تھیں اگر ایک شاخ کسی پہاڑ پر پڑے تو اسے بھی ریزہ ریزہ کردے۔وہ دو فرشتے اس گرز سے اس کو سزا دیتے۔یہ دغا باز اور منافق لوگوں کی سزا تھی۔

بے ہودہ گانے والے: آپ ﷺ کا گزر رہوا ایسی قوم پر ہوا جن کی آنکھیں نیلی اور منہ کالے تھے اور تیل کے کپڑے پہنے ہوئے تھے فرشتے ان کو آتشی گرز مارتے اور یہ وہ لوگ تھے جو بے ہودہ گانے والے تھے۔

زکوٰۃ کے تارک: آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی شرم گاہ کے آگے پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں۔اور وہ مویشی کی طرح چر رہے ہیں اور (زقوم) دوزخ کے پتھر کھارہے ہیں۔آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے فقیروں اور مسکینوں پر رحم نہیں کرتے۔

سوال: اس وقت نماز فرض ہی نہیں ہوئی تھی اور نہ زکوٰۃ تو پھر اسکی کوتاہی پر عذاب کیسے ہوسکتا ہے؟

جواب: تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید پہلی اُمت کے لوگ ہوں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لوگ ہوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے والے حالات کا انکشاف ہوگیا یا ہر دو طرح کے لوگ ہوں اور کسی امت کی تخصیص نہ ہو۔

فائدہ: علاوہ ازیں دیگر کشفی واقعات میں بھی یہی احتمالات ہونگے جو نگاہِ نبوت کی شان ہے جس طرح ہمارے عینی مشاہدہ کے سامنے کثیف چیزیں مثلاً دیوار وغیرہ کے عذاب ہوجاتے ہیں۔اسی طرح زمانہ ماضی واستقبال کے واقعات دیکھنے کیلئے زمانہ حال آڑ ہوجاتا ہے۔حتیٰ کہ ہماری نگاہ ان واقعات کو نہیں دیکھ سکتی مگر جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی نبی علی علیہ السلام کو اگر یہ طاقت بخشے کہ زمانہ حال آگے آڑ نہ بنے تو یہ محال نہیں۔ بلکہ قدرتِ الٰہی کے لئے یہ امر نا ممکن ہے اور نہ ہی مشکل۔

فائدہ: ایسی بات جس کا خرقِ عادت (خلاف عادت بات) کے طور پر شہود (اظہار) ہوجائے اس کا کشف یا مکاشفہ کہتے ہیں۔اور خدا کی توفیق سے اولیاء اللہ کو یہ کشف حاصل ہوتا ہے اور یہی ان کی کرامت ہے جس طرح نبی علیہ السلام کے لئے یہ کشف معجزہ ہوتا ہے۔

یتامیٰ کے حق خور: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک اور قوم پر ہوا جن کے ہونٹ اُونٹوں کی طرح تھے اور وہ آگ کی چنگاری کھا رہے تھے اور وہ چنگاریاں ان کے پیٹ کو جلاتے ہوئے نیچے سے نکل جاتی اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کے مال ناحق کھاتے۔

راہ کے موذی: ایسے لوگوں پر گزر ہوا جو شارع عام سولیوں پر لٹکائے جارہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو راستہ میں بیٹھ کر راہ چلنے والوں کو تکلیف دیتے تھے۔

خوشامدی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک اور قوم پر ہوا جن کے ہونٹ اور زبانیں آگ کی مقراضوں (قینچیوں) سے کاٹی جاتی جب وہ اصلی حالت پہ آجاتی تو فرشتے پھر کاٹ لیتے اور ایک لمحے کی مہلت نہیں دیتے۔جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بادشاہوں،امراء کی خوشامد کرتے اور ان کے جھوٹ اور بُری باتوں پر ہاں میں ہاں ملاتے اور ان کو فسق وفجور سے نہیں روکتے۔

مفصل بحث مع انکے عذاب وسزا کا بیان فقیر کی ترجمہ کردہ کتاب الزواجر مصنفہ امام ابن الحجر المکی رحمۃ اللہ علیہ میں ملاحظہ کیجئے۔ شائع کردہ ضیاء اکیڈمی (باب المدینہ) کراچی۔

بجانب لامکاں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں ساتویں آسمان سے بھی اُوپر تشریف لے گئے یہاں سے آگے

جانے کی اجازت حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی نہ تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اپنی عجیب وغریب نشانیاں دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی o لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی o

(پارہ ۲۷، سورۃ النجم، ایت ۱۷، ۱۸)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

نکتہ: پروردگارِ عالم جل جلالہٗ نے شبِ معراج حضور سرورِ عالم ﷺ کو بلاحجاب دیدار سے نوازا اس کے کئی اسرار و رموز ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کی ذات کی گواہی دے سکیں کیونکہ گواہی دیکھے بغیر ناقابل قبول ہے۔ آپ ﷺ کی گواہی پر جملہ مخلوق انبیاء وغیرہ ھم گواہی دیں اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی شہادت توحید اصل ہے اور باقی جملہ عالمین یہاں تک انبیاء واولیاء وغیرہ آپ ﷺ کے طفیلی۔

انعاماتِ معراج: شبِ معراج میں بیشمار انعامات سے آپ ﷺ کو نوازا گیا ان میں ایک نماز بھی ہے۔ شروع میں آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اُمت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں جو بعد میں ایک خصوصی انعام اور رعایت کے طور پر صرف پانچ کردی گئیں لیکن ان کے ادا کرنے پر ثواب پچاس نمازوں کا ہی برقرار رہا یہ اللہ کی اپنے آخری رسول ﷺ اور اُن کی اُمت پر بہت خاص مہربانی ہے کہ پڑھو پانچ لیکن ثواب پچاس نمازوں کا ہی ملے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلصَّلَاۃَ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ''

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل، باب فی المعراج، رقم الحدیث ٥٨٦٦، الفصل الاول، صفحہ ٣٧٧٤، دارالفکر

التفسیر الکبیر أو مفاتیح الغیب، سورۃ الفاتحۃ، القسم الثانی الکلام فی تفسیر مجموع ھذہ السورۃ، القسم الثانی، الفصل الاول، صفحہ ٢١٣، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے۔

یعنی نماز بندوں اور اللہ کے درمیان بلاواسطہ ایک مستحکم اور مضبوط رابطہ ہے۔

نکتہ: نماز کو معراج کے مرتبہ کی کئی وجوہات ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ نماز جملہ عبادات کا مجموعہ ہے اور جملہ عالمین کی عبادات کا نمونہ ہے لطف یہ کہ اس کے ہر رکن کی ہیئت میں لفظ ''محمد'' اور لفظ ''اللہ'' نظر آتا ہے تفصیل کے لئے دیکھیئے فقیر کی تصنیف ''معراج المصطفیٰ ﷺ''

مکے کو واپسی: اُسی رات کے دوران میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کو واپس مکہ مکرمہ لے آئے جب کفار نے یہ سنا کہ آپ ﷺ نے رات کے کچھ حصے میں مکہ سے یروشلم اور وہاں سے ساتویں آسمان تک سفر کیا اور اُسی رات مکہ مکرمہ واپس بھی آ گئے تو کفار مشرکین نے اس بات کا خوب مذاق اُڑایا۔ کفار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ازراہِ مذاق کہا کہ سنا تم نے تمہارا ساتھی (نعوذباللہ) کیا کہہ رہا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کفار سے پوچھا کیا واقعی آپ ﷺ نے یہ کہا ہے؟ کافروں نے جواب دیا ''ہاں'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا کہ اگر آپ ﷺ نے ایسا کہا ہے تو بالکل سچ کہا ہے حضور ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ''صدیق'' (تصدیق کرنے والا) کے مبارک لقب سے نوازا اور آپ ﷺ نے اس کا عام اعلان کر دیا یہاں تک کہ قیامت میں بھی اسی لقب سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا چرچا ہوگا۔

قاعدہ: اس سے ثابت ہوا کہ عشق دلیل کا محتاج نہیں ہوتا جو ہر بات پر دلیل مانگتے ہیں وہ دراصل عشق کے رموز سے محروم ہیں حالانکہ اسلام کا قاعدہ کلیہ ہے کہ: **عاشقا ن را بدلیل چہ کار** یعنی عاشقوں کو دلیل سے کیا کام؟

رَدِّ مرزائیت: مرزائی بیداری میں معراج کے قائل نہیں ان کے مطابق اس آیت معراج میں **اسرٰی بعبدہ** کہنا کافی ہے۔ کیونکہ لغت میں لفظ ''العبد'' سے وضاحت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کو معراج جسمانی حالت میں نہ ہوئی نہ کہ صرف روحانی حالت میں کیونکہ روح اور جسم والے کو ہی عبد کہہ سکتے ہیں نہ کہ صرف روح والے کو یا صرف جسم والے کو۔ اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالٰی نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو رات کے وقت مصر سے باہر لے جانے کا حکم فرمایا اس کے الفاظ یہ ہیں: **فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا** (پارہ ۲۵، سورۃ الدخان، آیت ۲۳)

ترجمہ: ہم نے (موسیٰ کو) حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل۔

انتباہ: معراج کے واقعات پر غور کیا جائے تو اختلافی مسائل میں اہلسنت کے دلائل واقعات معراج سے ثابت ہوتے ہیں۔

مکہ شریف سے مدینہ پاک کی طرف ہجرت کا اشارہ ایزدی: مدینہ منورہ کے یہودی نسلاً بہ نسلاً نہایت بے تابی سے حضور ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور مدینہ منورہ کے طاقتور قبائل (اُوس اور خزرج) کو دھمکیاں دیتے تھے کہ کب یہ نئے پیغمبر تشریف لائیں گے تو ہم ان کی مدد سے تمہیں ملیا میٹ کر دینگے۔

سن نبوی کے گیارویں (۱۱) سال حج کے دوران خزرج قبیلے کے چھ (۶) شخص رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مکہ مکرمہ میں ملے اورانہوں نے اسلام قبول کرلیا (تاکہ حضور ﷺ کی مدد سے مدینہ منورہ کے یہودیوں کوزیر کرسکیں)۔اگلے سال ان کے سات اور ساتھیوں نے بھی اسلام قبول کرلیا یہ پہلی بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر انکے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا تا کہ وہ وہاں اسلامی تعلیم وتبلیغ کوفروغ دیں۔

سنِ نبوی کے تیرہویں (۱۳) سال مدینہ منورہ کے ۷۵ مسلمانوں نے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مکہ مکرمہ میں ملاقات کی اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مدینہ منورہ تشریف لانے کی دعوت دی انہوں نے اس بات کا وعدہ کیا کہ وہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہر حال میں حفاظت کریں گے یہ دوسری بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔

بیعت عقبہ تاریخی نقطہ نظر سے نہایت اہم ہے کیونکہ اس کی بناء پر مسلمانوں کو کرۂ زمین میں ایک گھر مل گیا جہاں وہ آباد ہوسکتے تھے جیسا کہ "بخاری و مسلم شریف" میں درج ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہجرت کی جگہ (مدینہ منورہ) خواب میں بتائی گئی پس آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ایک عرب اپنے قبیلے سے رشتہ ناطہ کے باعث پہچانا جاتا ہے اگراس کا اپنے قبیلے سے ناطہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک بے قدر انسان بن جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اسے قتل کردے تو اس کی کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوتی۔مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کا مطلب یہ تھا کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے قبیلوں سے ناطہ توڑ دیں اور ایک بے سہارا شخص کی طرح نئ زندگی میں قدم رکھیں اگر وہ قتل ہوجائیں تو اس کی کوئی باز پرس نہ تھی رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے یہ خطرہ صرف اس لئے مول لیا تا کہ ایک اللہ کی عبادت کرسکیں پس ہجرت مسلمانوں کی سب سے بڑی قربانی تھی۔ بتدریج مسلمان مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے لگے۔گھروں اور رشتہ داروں کو خیر باد کہہ کر اللہ کی خوشنودی کے لئے اللہ کی راہ میں نکل پڑے۔

ہجرت کا آغاز: مشرکینِ مکہ کو مسلمانوں کی ہجرت بہت ناگوار گزری انہیں یہ فکر لاحق تھی کہ مسلمان مدینہ منورہ کے جنگجو قبائل (اُوس وخزرج) سے مل کر اپنے قدم جمالیں گے پس قریش مکہ مہاجرین کو ہر طرح سے ستانے اور اذیت دینے پر تُل گئے مثلاً جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی اور بچے کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کو نکلے تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے سسرال نے بیوی کو چھین لیا۔ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان نے کمسن بچے کو چھین لیا۔ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اکیلے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی ایک سال تک شب وروز زارو قطار روتی رہی بالآخر اس قبیلے کے ایک

شخص کو بیچاری پر رحم آ گیا اس کی مدد سے آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنے بچے کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ (ابنِ اسحاق)

صہیب رومی رضی اللہ عنہ: جب صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے ہجرت کرنی چاہی تو قریش نے انہیں روک لیا اور کہنے لگے کہ جب تم یہاں آئے تھے ایک مفلس اور تنگدست تھے یہاں رہ کر تم ایک مالدار شخص بن گئے ہو ہم تمہیں تمہاری دولت کے ساتھ ہجرت نہیں کرنے دینگے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی ساری دولت تمہیں دے دوں تو کیا تم مجھے جانے دو گے انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری دولت ان کے حوالے کردی اور مدینہ منورہ روانہ ہوگئے ۔ جب رسول اکرم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صہیب رضی اللہ عنہ نے ایک نہایت نفع بخش سودا کیا ہے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے یقیناً ایک نہایت نفع بخش سودا کیا ہے (ابنِ ھشام)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ○

(پارہ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۲۰۷)

ترجمہ: اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

نوٹ: اس طرح ہر مسلمان کی ہجرت کا حال ہے۔ مسلمانوں کی اس ہجرت سے قریش کا غیظ وغصہ اور بھی بڑھ گیا انہوں نے ایک رات ہر قبیلے کے ایک شخص کو رسول اکرم ﷺ کے گھر کے باہر کھڑا کردیا تا کہ جب رسول اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائیں تو سب قبیلے مل کر (نعوذ باللہ) ان کا کام تمام کردیں اور وہ کسی قبیلے سے انتقام نہ لے سکیں۔

وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (پارہ۹، سورۃ الانفال، ایت ۳۰)

ترجمہ: اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال دیں، اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو مشرکین کے ارادوں سے آگاہ کردیا آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں وہ ان کے مالکوں کو واپس کردینا پھر مدینہ منورہ ہجرت کرنا۔

رَدِّ شیعہ: شیعہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلانا خلافت کی دلیل ہے یہ غلط ہے

اس کی اور وجوہات بھی ہیں وہ یہ ہیں: ''رسول اکرم ﷺ کے خون کے پیاسے دشمن بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ قابلِ اعتماد اور امین شخص ہیں اس لئے اپنی قیمتی چیزیں آپ ﷺ کے پاس بطورِ امانت رکھتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان مشکل حالات میں بھی امانتیں واپس کرنے کا انتظام کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ وہ دشمن کے نرغے میں ہونے کے باوجود زندہ رہیں گے اور امانتیں واپس کرسکیں گے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔''

فائدہ: اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی علم غیب نبوی پر عقیدہ کی پختگی کی دلیل ہے اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ بستر پر آرام سے بےخوف ہوکر سوتے رہے۔

معجزہ: رسول اکرم ﷺ رات کے وقت اپنے گھر سے نکلے اور اپنے جانی دشمنوں کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ اُس وقت ''سورۃ یسین کی آیت نمبر۹'' کی تلاوت کررہے تھے: وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (پارہ۲۲،سورۃ یٰسین،ایت ۹)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد سے مشرکین آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مشرکین کے سر پر کچھ مٹی بھی ڈالی۔

ھجرت کا مختصر حال: رسول اکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ دونوں نے مکان کی پچھلی کھڑکی سے کود کر رات کے اندھیرے میں پیدل چلنا شروع کردیا۔ آپ دونوں تقریبًا پانچ میل چل کر ایک ثور نامی غار میں چھپ گئے۔ مشرکین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بہت غصہ ہوئے انہوں نے ایک بڑے پیمانے پر رسول اکرم ﷺ کی تلاش شروع کی اور اس کے لئے ایک سو اُونٹ کا انعام مقرر کیا۔

معجزہ: مشرکین کا ایک گروہ رسول اکرم ﷺ کی تلاش میں غارِ ثور کے منہ کے سامنے پہنچا انہیں غار کے منہ پر مکڑی کا جالا نظر آیا اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ رسول اکرم ﷺ اس غار میں داخل نہیں ہوئے ورنہ مکڑی کا جالا ٹوٹا پھوٹا ہوتا یہ دستہ وہاں سے چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد مشرکوں کا ایک اور دستہ بھی غارِ ثور تک پہنچ گیا انہوں نے غار کے منہ پر پرندے کا ایک گھونسلا دیکھا جس میں پرندے کے انڈے بھی تھے۔ مشرکین ایک دوسرے سے کہنے لگے یقیناً وہ اس غار

میں نہیں ہیں ورنہ گھونسلا اور مکڑی کا جالا ٹوٹا ہوتا۔

دشمن رسول اللہ ﷺ سے صرف چند گز دور تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک معمولی مخلوق یعنی مکڑی کے جالے سے رسول اکرم ﷺ کی حفاظت فرمائی جب دشمن کے دستے غار کے منہ پر کھڑے تھے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ اگر مشرک جھک کر دیکھیں تو ہم کو پالیں گے۔رسول اکرم ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تسلی دی اور فرمایا فکر مت کرو اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ، ایت۴۰)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو (کچھ پروانہیں) بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا (مکہ سے)، (جب تھا وہ) صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی، اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

معجزہ: مکڑی کا جالا اور پرندے کا گھونسلا تا حال مشہور ہے صاحبِ "روح البیان" نے ایک اور عجیب معجزہ نقل کیا ہے وہ یہ کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کفار کا خطرہ ظاہر کیا تو آپ ﷺ نے چار سو اشارہ فرما کر فرمایا کہ کفار ادھر سے آئے تو ہم اُدھر سے نکل جائیں گے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو ہر طرف سے بڑا میدان اور باغات نظر آئے۔

قیامِ غار: رسول اکرم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں چند دن مقیم رہے اُن کا روزانہ کا معمول یہ تھا۔ عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کے اندھیرے میں غار ثور جاتے اور مشرکین کی سرگرمیوں سے آگاہ فرماتے وہ صبح ہونے سے پہلے ہی واپس مکہ مکرمہ لوٹ جاتے تو گویا کہ وہ پوری رات مکہ مکرمہ ہی میں تھے۔

عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بکریوں کا ریوڑ ہر رات غار ثور کے پاس لاتے۔رسول اکرم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بکریوں کا دودھ پی لیتے۔عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح ہونے سے پہلے ہی ریوڑ کے ہمراہ واپس مکہ مکرمہ پہنچ جاتا اور ریوڑ کو اس طرح سے چلاتے تا کہ عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے نشان مٹ جائیں۔عبداللہ بن

اریقط ایک غیر مسلم مگر قابل اعتماد گائیڈ تھا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے معاوضہ طے کر کے اس کی خدمات حاصل کیں تاکہ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے راستے کی رہبری کر سکیں۔تین دن بعد عبداللہ بن اریقط ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دو اُونٹ لے کر غار ثور کے پاس پہنچ گیا۔اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک اُونٹ بطور تحفہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قیمت ادا کرنے پر مصر ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے چار سو درہم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ دیا یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور اُونٹنی قصویٰ ہے۔انہوں نے عبداللہ بن اریقط کی رہبری سے مدینہ منورہ کا سفر شروع کیا جبکہ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے۔

معجزے ہی معجزے: مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ سفر کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُم معبد نامی عورت کے خیمہ کے پاس سے گزرے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم معبد سے پوچھا کیا اس کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز موجود ہے اس نے کہا بخدا! کچھ بھی نہیں میرا خاوند ہماری بکریوں کا ریوڑ چرانے لے گیا ہے، گھر میں کچھ بھی نہیں جو پیش کروں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریل سی بکری خیمے کے پاس دیکھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے بارے میں پوچھا کہنے لگی کہ اتنی کمزور ہے کہ ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت چاہی کہ اس کا دودھ حاصل کر سکیں کہنے لگی کہ اس میں تو ذرا بھر بھی دودھ نہیں تاہم میری طرف سے اجازت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوشش کر سکتے ہیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے تھنوں کو چھوا اور دعا فرمائی۔بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دودھ حاصل کر کے اُم معبد کو دیا اس نے خوشی خوشی دودھ پیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے بھی پیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دودھ برتن میں اُم معبد کے لئے چھوڑ دیا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔اُم معبد کا خاوند شام کو گھر آیا دودھ دیکھ کر حیران ہو گیا۔اُم معبد نے بتایا کہ ایک برگزیدہ ہستی کا یہاں سے گزر ہوا اس کے خدوخال یوں یوں تھے۔اُم معبد کا خاوند کہنے لگا یہ وہی مبارک ہستی ہے جس کو قریش تلاش کر رہے ہیں اگر میری ملاقات ہو تو میں ان کا پیروکار بن جاؤں۔ (زادالمعاد)

مدینہ منورہ کے راستے میں ہی سراقہ بن مالک نے اپنے گھوڑے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر قریش کے حوالے کر دے اور ایک سو اُونٹ کا انعام حاصل کر سکے۔جب سراقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو اس کا گھوڑا لڑکھڑا گیا اور گھوڑے کے پاؤں ریت میں دب گئے۔سراقہ زمین پر گر گیا اس نے چار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کی کوشش کی ہر بار گھوڑے سے گرا اور ناکام ہوا۔سراقہ کو سمجھ آ گئی کہ وہ اللہ کے پیغمبر کو قید کرنے کی کوشش کر رہا ہے بالآخر

سراقہ پیدل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے بُرے ارادے کا ذکر کرنے کے بعد آپ ﷺ سے مؤدبانہ درخواست کی کہ جب آپ ﷺ قریش کو زیر کرلیں گے، اُس وقت مجھ سے اور میرے قبیلے سے بدلہ نہ لیجئے گا۔آپ ﷺ نے نہایت فراخ دلی سے سراقہ اور اس کے قبیلے کو معافی عطا فرمائی بعدازاں سراقہ نے اسلام قبول کرلیا۔

(زادالمعاد)

بریدہ اسلمی اپنے قبیلے کا سردار تھا وہ بھی قریش کا انعام حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ بریدہ اور اس کے ساتھیوں نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کے راستے میں دیکھا تو بریدہ آپ ﷺ کے قریب پہنچا اور آپ ﷺ سے گفتگو کرنے لگا۔آپ ﷺ نے مختصر گفتگو کے دوران بریدہ کا دل موہ لیا۔ بریدہ اور اس کے قبیلے کے ستر لوگ فوراً اسلام میں داخل ہوگئے۔ بریدہ نے خوشی کے مارے اپنی سفید پگڑی کو ایک ڈنڈے سے باندھ کر پرچم بنایا۔ بریدہ یہ سفید پرچم لہراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سمیت یہ نعرے لگاتے پہنچے ایک پیغمبر جو کہ امن اور انصاف کا بادشاہ ہے سفر کررہا ہے۔

قبا میں داخلہ: مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی ہجرت کی خبر پہنچی تو مدینہ منورہ اور اس کے گردو جوار کے قبیلے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہنے کے لئے گھروں سے باہر بیٹھے رہے۔دوپہر کے وقت جب سورج کی گرمی ناقابل برداشت ہوجاتی تو تھوڑی دیر کے لئے واپس اپنے گھروں میں چلے جاتے۔ایک روز ایک یہودی کسی کام کے لئے دوپہر کے وقت ایک ٹیلے پر چڑھا اس نے آپ ﷺ کو قبا بستی کی طرف پیش قدمی کرتے دیکھا اس نے بلند آواز سے لوگوں میں اعلان کیا جس کا آپ کو انتظار تھا وہ آگئے ہیں۔ قبا کے مسلمان فوراً اپنے ہتھیاروں سے مزّین ہوکر آپ ﷺ کے استقبال کو نکلے۔رسول اکرم ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر آنے والے سے مصافحہ کرتے کچھ دیر کے بعد رسول اکرم ﷺ کے سر مبارک پر دھوپ آگئی۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر تان کر آپ ﷺ کے سر مبارک پر سایہ کیا تب لوگ سمجھے کہ رسول اکرم ﷺ کون ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مکہ مکرمہ میں تین دن ٹھہر کر پیدل ہی مدینہ منورہ کا رُخ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے قبا میں آملے۔رسول اللہ ﷺ نے قبا میں قیام کے دوران قبا میں ایک مسجد تعمیر کی اس میں تمام مسلمانوں نے اور خود رسول اکرم ﷺ نے بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔قبا میں چند روز قیام کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف پیش قدمی کی راستے میں آپ ﷺ نے قبیلہ بنوسالم بن عوف کی آبادی میں جمعہ پڑھایا ابھی بھی اس مقام پر جمعہ مسجد کے نام سے مسجد موجود ہے۔

مدینہ منورہ میں داخلہ: آپ ﷺ اسی روز مدینہ منورہ پہنچے آپ ﷺ کی اُونٹنی حضرت ایوب انصاری کے گھر کے پاس بیٹھ گئی۔ آپ ﷺ نے ان کے گھر قیام فرمایا اور جلد ہی ایک مسجد اور ایک حجرہ تعمیر کیا اس مسجد کی تعمیر میں بھی سب صحابہ کرام اور آپ ﷺ نے حصہ لیا۔ یہ مسجد ان پاکباز بندوں کے باہمی اجتماع اور میل ومحبت کا مرکز بن گئی۔ چندروز بعد آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی دو بیٹیاں (بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا، بی بی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا) اُسامہ بن زید، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اُم ایمن رضی اللہ عنہا بھی عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ آپ ﷺ کی تیسری بیٹی زینب رضی اللہ عنہا بدر کی جنگ کے بعد مدینہ منورہ آسکیں۔

مدینے کے لئے دعا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں مندرجہ ذیل دعا فرمائی ''اے اللہ ہمارے نزدیک مدینہ منورہ کو اسی طرح محبوب کردے جیسے مکہ مکرمہ محبوب تھا یا اس سے بھی زیادہ اور مدینہ منورہ کی فضا صحت بخش بنادے اور اس کے ماپنے کے پیمانوں میں برکت دے اور اس کا بخار منتقل کر کے جحفہ پہنچادے۔'' (بخاری)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: یہ مسلم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر دعا تو مستجاب ہوتی ہے منجملہ ان کے مدینہ پاک کے لئے دعا بھی ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ سے دوہری برکات ظاہر ہیں۔ آزمانے والے آزمالیں کہ مدینہ پاک کی ہر شے میں برکت ہی برکت ہے نہ صرف کھانے پینے یا دیگر دنیوی اُمور بلکہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ سعادت میں بھی۔ اسی لئے بعض علماء فرماتے ہیں کہ مسجد حرام میں ایک نیکی ایک لاکھ کا ثواب تو مسجد نبوی میں اڑھائی لاکھ۔ اس کی تفصیل فقیر نے رسالہ ''مدینہ کے اہم واقعات'' میں لکھ دی ہے۔

اسلامی ریاست کی بنیاد: حضور سرور عالم ﷺ کی مدینہ منورہ والی ہجرت کے بعد اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی اسلامی تاریخ کے مطابق رسول اکرم ﷺ قبا میں جب پہنچے یہ محرم کا مہینہ تھا اور اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے علماء کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اور یہودی اور دوسرے قبائل سے تاریخی معاہدے کئے۔ آپ ﷺ نے اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کی بنیاد ایسی ٹھوس بنیادوں پر رکھی کہ آئندہ نسلوں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ثابت ہوئی۔

فضیلتِ صدیق رضی اللہ عنہ: رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کے لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا ساتھی بنایا اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں بھی کیا ہے یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ اگر کوئی انصاف پسند انسان ٹھنڈے دل سے اس مضمون کو پڑھے تو اس کا دل گواہی دے گا کہ اس ہجرت کے

دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک نہایت اعلیٰ کردار ادا کیا افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ اس کے باوجود بعض لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بکواس کرتے ہیں لیکن سورج کی طرف تھوک ڈالنے سے سورج کا کچھ نہیں بگڑتا اپنا حلیہ بگڑتا ہے۔

صلح حدیبیہ: مکہ کے مضافات میں صلح حدیبیہ اہم واقعہ ہے تاریخ میں ہے کہ ذی قعدہ ۶۰ ھ کے دوران رسول اکرم ﷺ اور مشرکین مکہ کے درمیان ایک تاریخی صلح نامہ طے پایا جو کہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔حدیبیہ مکہ مکرمہ کی حدود کے قریب ہے آج اسے ' شمیسہ' کہتے ہیں۔اس صلح نامے کی کئی شرائط ایسی تھیں جو کہ مسلمانوں کے لئے بے عزتی اور کمزوری ظاہر کرتی تھیں اس لئے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک قسم کے مغالطہ اور تذبذب میں پڑ گئے لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ صلح نامہ مسلمانوں کے حق میں ایک عالیشان فتح ثابت ہوا اور اس سے رسول اکرم ﷺ کی غیر معمولی فراست اور سیاست کا پتہ چلتا ہے کہ جیسے آپ ﷺ دینی امور میں اِمام کل ہیں سیاسی اُمور میں بھی اعلیٰ مرتبہ کے پیشوا ہیں لیکن افسوس ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی پر کہ اس نے کہا کہ سیاست میں بعض اُمتی نبی ﷺ سے بڑھ جاتے ہیں۔(نعوذباللہ)

(الاضافات الیومیہ)

صلح حدیبیہ کا پس منظر : حضور نبی کریم ﷺ کا ہر کام خالی از حکمت نہیں ہوتا بلکہ ہر کام میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں منجملہ ان کے ایک صلح حدیبیہ کا واقعہ بھی ہے کہ اس سے اور حکمتوں کے علاوہ فتح مکہ بھی ہے جس کی تفصیل آتی ہے۔

واقعہ صلح حدیبیہ : پہلے ہم مختصر طور پر عرض کرتے ہیں مشرکین مکہ نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنا ستایا کہ وہ اپنے آبائی گھروں سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے یہ ستانا صرف اس لئے تھا کیونکہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک رب العزت کا کلمہ پڑھتے تھے۔مشرکینِ مکہ نے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے ملیا میٹ کرنے کے لئے مسلمانوں سے تین بڑی جنگیں (بدر،احد،احزاب) بھی کیں اس دوران رسول اکرم ﷺ نے ایک خواب دیکھا جس میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں عمرہ کر رہے ہیں البتہ اس عمرہ کرنے کا وقت اور تاریخ وغیرہ کا ذکر نہ تھا۔رسول اکرم ﷺ نے اپنا خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیان فرمایا۔چونکہ ہر نبی کا خواب صحیح ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے عمرہ کرنے کے لئے سفر کا اعلان فرمایا اور مدینہ منورہ کے دیہاتیوں کو بھی

شرکت کی دعوت دی اکثر دیہاتیوں نے عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ جانے کے لئے انکار کر دیا وہ کہنے لگے کہ درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مشرکین سے لڑانا چاہتے ہیں اور اس طرح (نعوذ باللہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ایک ہلاکت میں دھکیل رہے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا (پارہ۲۶،سورۃ الفتح،ایت۱۲)

ترجمہ: بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھے ہوئے تھے اور تم نے بُرا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو اس سفر کی توفیق نہ دی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ۱۴۰۰ اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کا سفر شروع کیا۔ انہوں نے عمرہ کے احرام باندھے اور قربانی کے جانور ساتھ لے لیے جب وہ مکہ مکرمہ کی حدود کے قریب پہنچے تو مشرکین مکہ کے فوجی دستے نظر آئے مثلاً خالد بن ولید (جو کہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے) اپنے فوجی دستہ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے مستعد تھے علاوہ ازیں انہوں نے اس علاقہ پر قبضہ کر رکھا تھا جہاں پانی فراوانی سے دستیاب تھا۔

فائدہ: یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے کفر کا دور ہے بعد کو سیف اللہ کے لقب سے نوازے گئے۔

معجزہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن ولید کے دستہ سے دور ہٹ گئے اور ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا جہاں پانی نہیں تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پُرانا کنواں نظر آیا جس کی تہہ میں معمولی سا پانی تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی سے کلی کر کے اس کنوئیں میں پانی پھینکا اور اپنا ایک تیر اس کنویں میں نصب کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ کنویں سے پانی اُبلنا شروع ہو گیا اور وہ کنویں کے کناروں تک پہنچ گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی سے اپنے برتن بھر لئے اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ خالد بن ولید نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے ایک سنہری موقع کھو دیا۔ ہمیں چاہیئے تھا کہ جب سب مسلمان نماز میں مشغول تھے ان پر اچانک حملہ کر دیتے۔ اب ہم انہیں اگلی نماز میں نہیں چھوڑیں گے اسی دوران اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر "صلوٰۃ الخوف" کی وحی بھیجی یعنی جنگ جیسے خطرناک حالات میں دو گروپوں میں بٹ کر کیسے نماز ادا کرنا ہوگی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عشق کا نمونہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ مجھے قریش مکہ کے پاس اپنا ایک نمائندہ بھیجنا چاہیئے جو ان کو واضح کرے کہ ہم جنگ کی نیّت سے نہیں آئے، محض عمرہ کر کے واپس چلے

جائینگے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چُنا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نہ صرف مسلمانوں میں ہردلعزیز تھے بلکہ مشرکین مکہ بھی آپ رضی اللہ عنہ سے نہایت عزت واحترام سے پیش آتے تھے۔حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے سفیر کی حیثیت سے مشرکینِ مکہ کو مسلمانوں کے ارادے سے باخبر کیا۔مشرکین مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اچھا سلوک کیا یہاں تک کہ انہیں عمرہ کرنے کی بھی اجازت دے دی لیکن عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں دوٹوک یہ جواب دیا جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ نہ کریں گے میں ہرگز عمرہ نہیں کروں گا۔مشرکین نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مکہ میں داخلے کی اجازت نہ دی یہی نہیں بلکہ مشرکین نے اپنے پچاس آدمیوں کا دستہ مسلمانوں کے کیمپ کے پاس تعین کردیا تاکہ وہ موقع ملتے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرکے (نعوذباللہ) ان کا کام تمام کردیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ان پر قابو پاکر سب کو حراست میں لے لیا اوران کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اسی دوران دس دیگر مسلمان بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے جب مشرکین کو اپنے آدمیوں کی حراست کا پتہ چلا تو انہوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر دس مسلمانوں کو حراست میں لے لیا۔اس طرح حالات نہایت کشیدہ اور خطرناک صورت اختیار کرگئے۔دونوں اطراف نہایت آسانی سے قیدیوں کو قتل کرسکتے تھے بعض افواہوں سے یہ پتہ چلا کہ مشرکین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھیوں کو شہید کردیا ہے۔

بیعتِ رضوان: جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سُنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں کو ایک درخت کے نیچے جمع کیا اوران صحابہ سے مشرکینِ مکہ سے جنگ کرنے کی بیعت لی سب مسلمانوں نے باری باری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر بیعت کی (صرف جد بن قیس منافق نے نہ کی) پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور بیعت کی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بیعت کو ''بیعتِ رضوان'' کہتے ہیں۔یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ایک اوراعزاز تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ فرمایا۔اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ بیعت بہت پسند آئی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَ اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا

(پارہ ۲۶،سورۃ الفتح،ایت ۱۸)

ترجمہ: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی نظر میں شرکائے بیعتِ رِضوان نہایت ہی اعلیٰ و افضل مومن تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے شرکائے بیعتِ رِضوان کو فرمایا تم اس وقت کرۂ ارض پر بسنے والوں میں سے سب سے افضل ہو۔ (بخاری و مسلم)

اُم بشیر رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ جہنم میں نہیں جائینگے۔ (مسلم)

پس شرکائے بیعتِ رِضوان کے لئے جنت کی ویسی ہی خوشخبری ہے جیسی کہ شرکائے بدر کے لئے۔

اللّٰہ تعالیٰ کی مدد: اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا انہوں نے اپنے تین نمائندے (سہیل بن عمرو، جویطب اور مکرز) کو رسول اکرم ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ بات چیت کر کے اس نازک معاملے کو سلجھایا جا سکے۔ سہیل نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی زندہ ہیں ہم ان کو واپس کر دینگے اگر آپ ﷺ ہمارے پچاس سپاہیوں کو واپس کر دیں پس اللہ تعالیٰ نے طرفین کو خون خرابہ کرنے سے بچالیا۔ قرآن میں ہے کہ وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، ایت ۲۴)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادیءِ مکہ میں بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔

سہیل بن عمرو اور اس کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اکرم ﷺ سے محبت و اطاعت دیکھ کر دنگ رہ گئے انہوں نے قریش مکہ کو یہ مشورہ دیا کہ ہمارے لئے بہتر یہ ہوگا کہ ہم مسلمانوں سے صلح کر لیں کیونکہ اگر مسلمان طاقت کے بل مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے تو باقی عرب ہمارا مذاق اُڑائیں گے۔ ہمارے حق میں بہتر یہ ہے کہ ہم ان سے اس سال عمرہ کیے بغیر واپس مدینہ منورہ جانے کو کہیں اگلے سال وہ عمرہ پر آئیں اور وہ عمرہ کی غرض سے مکہ میں تین دن قیام کر سکتے ہیں۔ قریش کو یہ مشورہ بہت پسند آیا انہوں نے سہیل بن عمرو کو دوبارہ رسول اکرم ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ اس طرح کا باہمی صلح نامہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو اور رسول اکرم ﷺ نہایت نرم و گرم بحث و مباحثہ کے بعد مندرجہ ذیل شرائط پر صلح نامہ طے کرنے پر رضامند ہو گئے۔

صلح نامہ کی شرائط: (۱) رسول اکرم ﷺ اور ان کے ساتھی اس سال مکہ میں داخل نہ ہونگے وہ اگلے سال تین

دن کے لئے عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ آسکتے ہیں۔

(۲) طرفین ایک دوسرے سے دس سال لڑائی نہ کرینگے۔

(۳) عرب قبائل اپنی مرضی سے مسلمانوں کے گروپ یا مشرکین کے گروپ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

(۴) اگر قریش کا کوئی مرد بھاگ کر رسول اکرم ﷺ کی پناہ لینا چاہے تو رسول اکرم ﷺ اُسے قریش کو واپس کر دینگے اور اگر کوئی مرد مسلمانوں سے بھاگ کر قریش کی پناہ لینا چاہے تو قریش اُسے واپس نہیں کرینگے۔

صلح نامہ کا مضمون: رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صلح نامہ تحریر کرنے کے لئے بلایا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھیے۔ سہیل نے اعتراض کیا کہ ہم الرحمن اور الرحیم کو نہیں جانتے۔ آپ ﷺ لکھیے، بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ﴿یعنی اللہ تمہارے نام سے شروع کرتے ہیں۔﴾ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ویسے ہی لکھو جیسا کہ سہیل کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لکھیے کہ یہ صلح نامہ محمد الرسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان ہے۔ سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپ ﷺ کو پیغمبر مان لیتے تو آپ ﷺ کو عمرہ کرنے سے منع نہ کرتے اور نہ ہی آپ ﷺ سے تین جنگیں لڑتے۔ آپ ﷺ لکھیے محمد بن عبداللہ اور قریش کے درمیان صلح نامہ۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہی لکھو جو سہیل کہہ رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے الفاظ مٹا دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ نہ مٹائے بلکہ اسیر بن حضیر رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولے مت مٹاؤ۔ اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو ہمارے درمیان تلواریں ہی فیصلہ کرینگی۔

رسول اکرم ﷺ اُمی تھے اور اپنے ہاتھ سے کبھی لکھائی نہ کی۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کاغذ لے لیا اور آپ ﷺ نے محمد بن عبداللہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا جیسا کہ سہیل کی مرضی تھی اب رسول اکرم ﷺ نے سہیل سے کہا کہ انہیں اس سال کعبہ کا طواف کرنے کی اجازت دی جائے۔ سہیل نے صاف انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ اگر ہم آپ ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے دیں تو باقی عرب قبائل ہمارا مذاق اُڑائیں گے اور ہمیں آپ ﷺ سے کمزور اور شکست خوردہ سمجھیں گے۔ جب مندرجہ بالا چوتھی شرط لکھنے کی باری آئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصًا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بار بار عرض کیا کہ یہ شرط نہ ہو لیکن رسول اکرم ﷺ نے سہیل کی مرضی پر لکھوا دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان : مشرکینِ مکہ نے بسم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اس صلح نامے میں شامل کرنے سے انکار کردیا تو اس بات کا امکان تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان نازک لمحات میں ایک دوسرے سے اُلجھ پڑتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان پر سکونت طاری کردی اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کردیا۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے اطاعت گزار تھے مثلاً جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے لئے بیعت لی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صدقِ دل سے بیعت کی اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے بجائے صلح نامہ کیا تو بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرمائی۔اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اطاعت گزاری پسند آئی اس لئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے بارے میں فرمایا کہ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا

(پارہ ۲۶،سورۃ الفتح،ایت ۲۶)

ترجمہ : جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں اَڑ رکھی وہی زمانہ ءِ جاہلیت کی اَڑ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیز گاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ابو جندل کا واقعہ : سہیل بن عمرو کے بیٹے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرلیا تھا۔باپ نے بیٹے کو قید کررکھا تھا اور ہر روز بہت اذیت دیتا۔حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کسی طرح بھاگ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور پناہ مانگی اُس وقت صلح نامہ لکھا جارہا تھا۔سہیل نے کہا شرط نمبر ۴ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کو میرے حوالے کریں ورنہ میں صلح نامہ پر دستخط نہ کرونگا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل سے بار بار کہا کہ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کو ہمارے پاس رہنے دو لیکن سہیل نہ مانا بلکہ اپنے بیٹے کا کرتہ پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا اور اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور مکہ مکرمہ میں مقیم کمزور مسلمانوں کے لئے آسانی فرمانے والا ہے۔ہم نے ابھی ابھی مشرکین سے صلح نامہ کیا ہے ہم وعدہ خلافی نہیں کرنا چاہتے۔سہیل حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ مکہ مکرمہ لے گیا۔

بالآخر صلح نامہ پر طرفین کے دستخط ہوگئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قربانی کا جانور ذبح کیا اور احرام کھول

دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے طور پر یوں ہی کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُنیس (۱۹) دن حدیبیہ میں اقامت کے بعد مدینہ منورہ کولوٹے۔

معجزہ: جب مسلمانوں کا قافلہ عسفان کے پاس پہنچا تو کھانے پینے کی اشیاء تقریباً ختم ہوچکی تھیں۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر زمین پر بچھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ جو بھی تھوڑی بہت بچی کچھی اشیاء خوردنی ہیں اس چادر پر ڈال دو۔جب سب جمع ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس چادر سے کھانے کی دعوت دی تقریباً ۱۴۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا اور باقی سفر کے لئے اپنے برتنوں میں کھانا ڈال لیا اس کے بعد بھی چادر پر کافی مقدار میں کھانا موجود تھا۔

فائدہ: اس صلح نامے نے فتح مکہ کی راہ ہموار کردی۔یاد رہے کہ فتح مکہ اس صلح نامہ کے اکیس (۲۱) ماہ بعد ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (پارہ۲۶،سورۃ الفتح،ایت۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔

فائدہ: سورہ فتح نازل ہوئی جس میں کئی اور فتوحات اور بہت زیادہ مالِ غنیمت کی پیشنگوئی کی گئی بلکہ یہ اعلان کردیا گیا کہ اسلام باقی سب مذاہب پر غالب آنے والا ہے۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا

(پارہ۲۶،سورۃ الفتح،ایت ۲۸)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچّے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔

سچا خواب: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قضاء عمرہ اگلے سال کیا۔اس سے ثابت ہوگیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب درست تھا گو اس میں عمرہ کرنے کا وقت معین نہیں کیا گیا تھا۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا (پارہ۲۶،سورۃ الفتح،ایت ۲۷)

ترجمہ: بیشک اللہ نے سچ کردیا اپنے رسول کا سچّا خواب بیشک تم ضرور مسجدِ حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک

نزدیک آنے والی فتح رکھی (یعنی فتح خیبر)۔

فتح مکہ: فتح مکہ سب سے اہم فتح تھی کیونکہ اس سے نہ صرف مشرکینِ مکہ نے شکستِ فاش کھائی بلکہ دیگر عرب قبائل نے جوق در جوق اسلام قبول کیا۔ فتح مکہ سے بیت اللہ ہر طرح بتوں سے پاک کردیا گیا اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق علی الاعلان ہونے لگی۔

مشرکین کی خیانت: مشرکین مکہ نے ذوالقعدہ ۶ھ میں مسلمانوں سے صلح نامہ حدیبیہ طے کیا تھا۔ مشرکین نے اس میں خیانت کی جس سے یہ صلح نامہ عملی طور پر ختم ہوگیا۔ اب انہیں خطرہ لاحق تھا کہ مسلمان ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے صلح نامہ حدیبیہ کے وقت ہی مشرکین کے دلوں پر مسلمانوں کا ڈر ثبت کردیا تھا اور وہ مسلمانوں کی فوقیت کے قائل ہوچکے تھے۔ اب ان کے سردار ہر رات مکہ مکرمہ کے گردو جوار میں گھومتے رہتے تاکہ کسی طرح کے خطرے سے بروقت آگاہی ہوسکے۔ مشرکین کے ڈر کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے ابوسفیان کو مدینہ منورہ بھیجا تاکہ رسول اکرم ﷺ سے صلح نامہ کی تجدید کرنے کی کوشش کرے۔ ابوسفیان مدینہ منورہ پہنچا تو سب سے پہلے اپنی بیٹی اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ یاد رہے کہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں سے ہیں۔ ابوسفیان اپنی بیٹی کے گھر ایک چٹائی پر بیٹھنے لگا تو اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ چٹائی اُٹھادی اور کہا تم اس چٹائی پر نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ اس پر رسول اکرم ﷺ آرام فرماتے ہیں جبکہ تم ناپاک مشرک ہو۔

ابوسفیان اپنی بیٹی سے مایوس ہوکر باری باری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملا تاکہ رسول اکرم ﷺ سے صلح نامہ کی تجدید کی سفارش کریں۔ ہر ایک نے ابوسفیان کی مدد کرنے سے انکار کردیا یہاں تک کہ وہ بالکل مایوس ہوکر واپس مکہ پہنچ گیا۔ اس دوران رسول اکرم ﷺ نے مکہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کردیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مشرکین مکہ کو ہمارے حملے کی خبر نہ ہو اور ہم اچانک ان کو جا پکڑیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد: مشرکین مکہ کو رسول اکرم ﷺ کے ارادے سے آگاہ کرنے کی چند انسانی کوششیں کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اس پوشیدہ خبر رسانی کی سازشوں کی اطلاع دے دی اور آپ ﷺ نے ایسی کوششوں کو ناکام بنادیا۔ آپ ﷺ نے دس رمضان المبارک ۸ھ کو دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مکہ کا رُخ

کیا اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا نائب مقرر فرمایا۔اسلامی لشکر چپکے چپکے مکہ کی حدود تک پہنچ گیا۔

ابوسفیان کا قبولِ اسلام : مشرکین مکہ کو اپنی خیانت کے باعث پورا یقین تھا کہ مسلمان ان پر کسی لمحہ بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا ہے ان پر بہت خوف طاری تھا ان کے اکابرین ہر رات مکہ مکرمہ کے قرب و جوار میں گھومتے رہتے تا کہ کسی قسم کے خطرے سے بروقت آگاہ ہو سکیں۔ایک رات جبکہ ابوسفیان، بدیل بن ورقہ اور حکیم بن حزام مکہ کی حدود کے پاس گھوم رہے تھے۔اسلامی لشکر سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی رسول اکرم ﷺ کے خچر پر ان کے پاس سے گزرے۔انہیں رات کے اندھیرے میں ابوسفیان اور بدیل بن ورقہ کی باہمی گفتگو سنائی دی۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی اور کہا ابوحنظہ؟ اس نے بھی میری آواز پہچان لی اور بولا ابوالفضل؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہاں میں جواب دیا۔

ابوسفیان نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں یہاں کس غرض سے پھر رہے ہیں۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ اپنے لشکر سمیت یہاں موجود ہیں۔ابوسفیان یہ سن کر حیران و ششدر رہ گیا اور بولا کہ اس اچانک حملے سے یقیناً قریش کی مکمل تباہی ہوگی۔ابوسفیان پوچھنے لگا کہ اب کیا حیلہ کارگر ہوسکتا ہے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر مسلمانوں کو تمہارا پتہ چلا تو یقیناً تمہارا سر قلم کر دینگے۔تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ اس خچر پر بیٹھ جاؤ میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے چلتا ہوں اور تمہارے لئے امان کی درخواست کرتا ہوں۔ابوسفیان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ گئے اور ابوسفیان کے دونوں ساتھی واپس مکہ روانہ ہو گئے۔

جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا خچر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو پہچان لیا اور اس کو قتل کرنے کے لئے لپکے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خچر کو ایڑھی لگائی اور جلد رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ گئے اور رسول اکرم ﷺ سے عرض کی ابوسفیان اللہ کا دشمن ہے آپ ﷺ اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے ابوسفیان کو امان دی ہے۔رسول اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابوسفیان کو اپنے ڈیرے میں لے جاؤ اور اسے کل صبح حاضر کرو۔

اگلی صبح رسول اکرم ﷺ نے ابوسفیان سے کہا تم پر افسوس ہے کہ تم اب تک بھی نہیں سمجھ سکے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ابوسفیان نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا آپ ﷺ کتنے بردبار کتنے کریم اور کتنے خویش پرور

ہیں۔ میں اچھی طرح سمجھ چکا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہوتا تو اب تک میرے کام آیا ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا افسوس کہ تم اب تک بھی یہ جان نہ سکے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا بے شک آپ ﷺ حلیم و کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں لیکن اس بات کے متعلق تو اب بھی میرے دل میں کچھ نہ کچھ کھٹک رہا ہے اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ارے گردن مارے جانے کی نوبت سے پہلے پہلے اسلام قبول کرلو اور یہ شہادت و اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس پر ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا اور کلمہ شہادت پڑھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ابوسفیان اعزاز پسند ہے لہٰذا اسے کوئی اعزاز عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے جو ابوسفیان کے گھر داخل ہوگیا اسے امان ہے اور جو اپنا دروازہ اندر سے بند کرلے اسے بھی امان ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوجائے اسے بھی امان ہے۔

اسلامی لشکر کا مَکّۂ مُکَرّمہ میں داخلہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو کہا کہ تم دوڑ کر مکہ جاؤ ابوسفیان تیزی سے مکہ پہنچا اور اس نے بلند آواز سے اعلان کیا قریش کے لوگو! اسلامی لشکر تمہارے سر پر آپہنچا ہے محمد ﷺ اتنا بڑا لشکر لائے ہیں کہ تم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے لہٰذا جو ابوسفیان کے گھر جائے اُسے امان ہے اور جو اپنا دروازہ اندر سے بند کرلے اُسے بھی امان ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوجائے اُسے بھی امان ہے یہ سن کر لوگ اپنے گھروں اور مسجد حرام کی طرف بھاگے۔

اب اسلامی لشکر رسول اکرم ﷺ کی قیادت میں مسجد حرام کی طرف بڑھا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو داہنے پہلو رکھا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو بائیں پہلو اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیادے دستے کی کمان دی گئی۔ آپ ﷺ نے سب کو ہدایت کی کہ کوہِ صفا پر آپ ﷺ سے آملیں۔ اسلامی لشکر کو کسی خاص مدافعت کا سامنا نہ کرنا پڑا البتہ قریش کے چند اوباشوں کی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جھڑپ ہوگئی جس میں بارہ مشرک مارے گئے اور باقی فرار ہوگئے اس دوران دو مسلمان شہید ہوئے بالآخر سب اسلامی دستے کوہِ صفا پر رسول اکرم ﷺ سے جاملے۔

مسجدِ حَرام میں داخلہ: رسول اکرم ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور پھر اپنی اُونٹنی پر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کی چھت پر تین سو ساٹھ بُت پائے۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں میں ایک کمان تھی۔ آپ ﷺ اُس سے بتوں کو ٹھوکر لگاتے اور یہ آیت کریمہ پڑھتے: وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۸۱) **ترجمہ:** اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا

ہی تھا۔ کمان کی ٹھوکر لگتے ہی ہر بت اپنے منہ کے بل گر جاتا اب رسول اکرم ﷺ نے طلحہ بن عثمان کو بلایا اور بطور فاتح اس سے خانہ کعبہ کی کنجی لے لی۔

بیت اللہ کے اندر داخلہ : رسول اکرم ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو وہاں تصویریں آویزاں نظر آئیں ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر بھی تھیں اور ان کے ہاتھوں میں فال گیری کے تیر تھے۔

آپ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا اللہ ان مشرکوں کو ہلاک کرے خدا کی قسم ان دونوں پیغمبروں نے کبھی فال کے تیر استعمال نہیں کیے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کو سب تصاویر سے پاک کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے بیت اللہ شریف کا دروازہ بند کر لیا جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے بیت اللہ شریف کے اندر نماز ادا فرمائی اور پھر بیت اللہ شریف کے اندر پھرتے رہے اس کے بعد آپ ﷺ بیت اللہ شریف سے باہر تشریف لائے قریش بے تابی سے انتظار کر رہے تھے۔

تقریر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: رسول اکرم ﷺ نے کعبے کے دروازے کو پکڑے ہوئے قریش سے یوں خطاب فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا سارے جتھوں کو شکست دی۔ اے قریش! اللہ تعالیٰ نے تمہارا تکبر اور آباؤ اجداد پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔

سارے لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، ایت ۱۳)

ترجمہ: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے، بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

معافی کا اعلانِ عام : قریش مکہ کے دلوں پر بہت خوف طاری تھا انہیں خوب یاد تھا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بے حد ستایا اور آبائی وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ قریش مکہ نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کرنے اور صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے تین بڑی جنگیں لڑیں۔ اب قریش کے ذہن میں کئی خیالات گھوم رہے تھے۔ قریش نے دل ہی دل میں سوچا کہ غالباً رسول اکرم ﷺ قریش کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمائیں گے یا یہ کہ قریش کی سب جائیدادوں پر قبضہ کر لیں گے یا کم از کم سب قریش کو غلام بنا لیں گے۔

رسول اکرم ﷺ نے قریش سے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے آج فاتح مکہ کے طور پر میں تم سے کیسا سلوک کرنے

والا ہوں؟انہوں نے کہا اچھا کیونکہ آپ ﷺ ایک کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں ۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے ویسا ہی سلوک کروں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَاَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنُ

(پارہ۱۳،سورۃ یوسف،ایت۹۲)

ترجمہ: آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

یعنی تم سب آزاد ہو۔انسانی تاریخ میں اپنے خون کے پیاسوں کو اس طرح کی عام معافی کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔

عثمان شیبی : آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن طلحہ کو بلایا اور فرمایا کہ آج کا دن نیکی اور وفاداری کا دن ہے آپ ﷺ نے اسے فرمایا تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے قبل ہجرت تم سے کعبے کی چابی مانگی تھی تو تم نے انکار کر دیا تھا پھر میں نے کہا تھا کہ ایک دن چابی میرے ہاتھ میں ہوگی پھر میری مرضی میں جسے چاہوں گا دونگا۔آج وہی دن ہے لو یہ چابی تمہیں ہی عطا کرتا ہوں پھر کعبے کی کنجی عثمان بن طلحہ کو عطا فرمائی اور حکم دیا کہ یہ قیامت کے دن تک اسی خاندان میں رہے گی۔

لیڈران قریش کی باھمی سرگوشیاں :اب ظہر کی نماز کا وقت آ گیا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے اذان دی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے دوران قریش کے تین اکابرین خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھے آپس میں کانا پھوسی کررہے تھے۔عتاب بن آسید نے کہا کہ میں خوش ہوں کہ میرا والد فوت ہو چکا ہے کیونکہ اس کالے گدھے کا (نعوذ باللہ) کعبے کی چھت پر شور مچانا بہت ناگوار گزرتا۔اس پر حارث بن ہشام نے کہا سنو اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ سچے نبی ﷺ ہیں تو میں ان کا پیروکار بن جاؤں گا۔اس پر ابوسفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ اگر میں بولوں گا تو یہ کنکریاں بھی میرے متعلق خبر دے دیں گی ۔ جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو ان کی باہمی سرگوشیوں سے آگاہ فرمادیا پھر آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ابھی جو تم نے باتیں کی ہیں مجھے معلوم ہو چکی ہیں پھر آپ ﷺ نے ان کی گفتگو کو دُہرادیا اس پر حارث اور عتاب بول اُٹھے خدا کی قسم! جب ہم نے یہ گفتگو کی تو ہمارے قریب کوئی اور شخص نہ تھا جو آپ ﷺ کو باخبر کرتا۔ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

فائدہ: رسول اکرم ﷺ انیس (۱۹) دن مکہ مکرمہ میں ٹھہرے۔آپ کو یہ پڑھ کر تعجب ہوگا کہ مکہ سے واپسی کے وقت رسول اکرم ﷺ نے انہی عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکے کا گورنر مقرر کر دیا۔

انصار کے خدشات : فتح مکہ کے بعد انصار کے دل میں کئی خدشات پیدا ہوئے وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ مکہ مکرمہ رسول اکرم ﷺ کی جائے پیدائش ہے اور یہ آپ ﷺ کا آبائی وطن ہے۔اللہ نے آپ ﷺ کو اس مبارک شہر کی

فتح عطا فرمائی غالبًا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اب مکہ مکرمہ میں ہی رہنا پسند فرمائیں گے۔انصار کی اس گفتگو کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر دعا میں مشغول تھے۔دعا سے فارغ ہو کر انصار کو بلوایا اور پوچھا کہ تم آپس میں کیا گفتگو کر رہے تھے۔انصار نے ہچکچاہٹ کی جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار کیا تو انصار نے اپنے خدشات ظاہر کر دیئے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا فکر مت کرو اب میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہی ہے انصار یہ سن کر بے حد خوش ہوئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد بھی اپنی باقی ماندہ زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر کرنی پسند فرمائی۔

فتح مکہ کے بعد : مکہ مکرمہ سے باہر کئی اور بڑے بُت تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عزیٰ، عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کو سویٰ اور سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو مناۃ نامی بتوں کو تباہ کرنے بھیجا اس طرح مکہ مکرمہ اور اس کے گردو جوار میں اللہ کا دین غالب آ گیا۔

قریش کے دو ہزار مردوں اور عورتوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر صفا پہاڑی پر بیعت کی اور کئی دیگر عرب قبائل سے بھی جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۝ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (پارہ ۳۰ سورۃ ن النصر آیت ۱ تا ۳)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آئے۔اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ رونے لگے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے رونے کا سبب پوچھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن پایہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے اور غالبًا اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جلد واپس بلا لینگے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سوچ سے اتفاق کیا۔دراصل یہ آخری مکمل سورت تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نزول کے اسی (۸۰) دن بعد رفیق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ

خُطْبَةُ حُجَّةُ الوِداع: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت مشکل حالات میں ۲۳ سال اسلام کی دعوت دی اب اللہ تعالیٰ

ان کوان کی مخلصانہ کاوشوں اور قربانیوں کے ثمرات دکھانا چاہتا ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ھ میں 140,000 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اور بعض روایات میں 124,000) کے ہمراہ حج کیا اور ۹ ذی الحجہ کو جبلِ رحمت پر کھڑے ہوکر ایک تاریخی خطبہ دیا۔ربیعہ بن امیہ خلف رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کے الفاظ کو دہراتے تھے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ان لوگوں تک بھی پہنچ سکے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت دور تھے۔(ابن ھشام)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح وتکبیر کے بعد فرمایا آپ میری بات غور سے سنیے کیونکہ ممکن ہے کہ مجھے اس کے بعد آپ سے اس مقام پر ملنے کا موقع نہ ملے۔''اے لوگو! اگر تم خدا سے ڈرتے رہے اور اس کی اطاعت کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جان و مال اور عزت کو تمہارے آخری دم تک محفوظ رکھے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامعین سے پوچھا کیا میں نے بحیثیت پیغمبر اپنا فرض ادا کردیا ہے یا نہیں ؟اے اللہ! تو ہی فرما کہ جو ذمہ داری تو نے مجھے سونپی تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں؟ حاضرین نے بلند آواز سے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فرض ادا کردیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جو بات میں کہتا ہوں اس پر عمل کرو۔میری آپ کے لئے یہ نصیحت ہے کہ امانت میں خیانت نہ کرو۔امانت کو اصلی حالت میں لوٹاؤ۔اے لوگو! زمانہ جاہلیت کی ربا (سود) خوری اسلام میں حرام ہے تم اپنا اصل مال واپس لے سکتے ہو صرف ربا حرام ہے۔میں اس سلسلہ میں سب سے پہلے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا واجب الادا سود ختم کرتا ہوں۔

اے لوگو! اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو ناحق قتل کیا تو اس کی سزا بھی قتل ہوگی لیکن اگر قتل غیرارادی طور پر ہوا تو اس کو دیت کی صورت میں ایک سو اُونٹ ادا کرنا ہوگا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سامعین سے پھر پوچھا کیا میں نے بحیثیت پیغمبر اپنا فرض ادا کردیا ہے یا نہیں؟ اے اللہ تو ہی فرما کہ جو ذمہ داری تو نے مجھے سونپی تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں؟ حاضرین نے بلند آواز سے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فرض ادا کردیا۔اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جان لو کہ آج ابلیس مایوس ہو چکا ہے کیونکہ وہ جان چکا ہے کہ تمہارے ملک میں اس کی پیروی کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں مگر مت بھولو کہ شیطان پھر بھی تمہارا تعاقب کرتا رہے گا لہٰذا تم لوگ ہمیشہ ہوشیار رہو تاکہ شیطان بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں میں مداخلت کرکے تمہارے دین کی جڑیں کھوکھلی نہ کرسکے۔اے لوگو! اسلام میں حرمت کے مہینے وہی ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے یعنی رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم۔تم ایک عام مہینے کو حرمت کے مہینوں میں جگہ نہ دو۔اے لوگو! اب میں تمہیں تمہاری عورتوں کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں۔تمہاری عورتیں تم پر حق رکھتی ہیں اور تم بھی ان پر حق رکھتے ہو ان کا فرض ہے کہ تمہاری عزت وآبرو کی حفاظت کریں اور جنہیں تم پسند نہیں کرتے انہیں گھر میں نہ آنے دیں۔ہاں اگر وہ اپنے فرائض میں کوتاہی کرتی ہیں تو خدا نے تمہیں اجازت دی ہے کہ ان سے دوری اختیار کرو اور بوقت ضرورت مارو بھی لیکن شدت سے نہیں۔اگر وہ اپنے فرائض انجام دیں تو تمہارا فرض ہے کہ انہیں اچھی غذا اور

مناسب لباس فراہم کرو۔تمہاری عورتیں تمہارے پاس اللہ کی امانت ہیں ان سے حسن سلوک اور شفقت ومہربانی کا برتاؤ کرو اور اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق ان سے نکاح کرو۔(مسلم)

رسول اکرم ﷺ نے ایک بار پھر پوچھا کیا میں نے بحیثیت پیغمبر اپنا فرض ادا کر دیا ہے کہ نہیں؟ اے اللہ تو ہی فرما جو ذمہ داری تو نے مجھے سونپی تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں؟ حاضرین نے یک زبان ہو کر جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے دوسرے بھائی کے مال میں اس کی رضا مندی کے بغیر دست اندازی نہیں کرسکتا۔ اے لوگو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردن زنی مت کرنا بلکہ اسلامی اُخوت و پیار سے رہنا میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت چھوڑ کر جاؤں گا اگر تم نے ان پر عمل کیا تو وہ تمہیں گمراہی سے بچاتے رہیں گے۔

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا جَدبھی ایک ہے تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو جن کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا چنانچہ تم سب کا خمیر بھی مٹی ہے اس لئے تم میں سے کوئی کسی دوسرے پر فوقیت نہیں رکھتا نہ عربی عجمی پر اور نہ عجمی عربی پر بلکہ اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

اے لوگو! سامعین کو چاہیئے کہ میری یہ باتیں ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں تا کہ میری بات سب مسلمانوں تک پہنچ جائے۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کے لئے میراث میں سے ایک حصہ مقرر فرمایا لہٰذا ایسی وصیت مت کرنا کہ کسی وارث کو اس کے حصے سے زیادہ ملے اور دوسروں کی حق تلفی ہو۔ ہاں اگر تم کسی غیر رشتہ دار کے لئے وصیت کرنا چاہو تو تمہاری وراثت کے ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے سامعین سے فرمایا کہ تم میں سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم لوگ کیا کہو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تعلیم وتبلیغ کی اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اُٹھایا اور تین بار فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہے، اے اللہ گواہ رہے، اے اللہ گواہ رہے۔

پھر آپ ﷺ نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر خطبہ ختم کیا جب آپ ﷺ خطبے سے فارغ ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پارہ نمبر۶، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

یہ خوشخبری سن کر اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ یہ آیت کریمہ کوسن کر رونے لگے ساتھیوں نے سبب پوچھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر کمال کے بعد نقص ہی تو ہے۔(بخاری)

آخری گزارش: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی مبارک کو اگر بالاستیعاب لکھا جائے تو ضخیم کتاب ہو جائے فقیر نے صرف اختصار کے پیشِ نظر چند اُمور درج کئے ہیں تا کہ عاشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے حالات پڑھ کر حقیقی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کر سکیں۔ اللہ بطفیلِ حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کی کاوش قبول فرما کر فقیر اور ناشرین کے لئے زادِ راہِ آخرت اور ناظرین کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان

دورانِ پرواز جہاز از مدینہ طیبہ تا ریاض (نجد)

رسالہ ھذا اختتام پذیر ہوا ۱۶ شوال ۱۴۲۸ھ

☆......☆......☆